ثم اورثنا الكتب الذين اصطفينا من عبادنا
الحديث: أنزل القرآن على سبعة احرف

الفوائد المحبية

الجزء الاول

مؤلفہ
حضرت مولانا حافظ قاری انیس احمد خان صاحب فیض آبادی

محشی
جناب قاری محمد صدیق صاحب

ناشر
مدرسہ انیس القرآن جلالسی، اسلام پور، ہوڑہ، مغربی بنگال

بسم الله الرحمن الرحيم

ثم اورثنا الكتب الذين اصطفينا من عبادنا

الحديث: أنزل القرآن على سبعة احرف

الفوائد المحبية

الجزء الاول

مؤلفہ

حضرت مولانا حافظ قاری انیس احمد خان صاحب فیض آبادی

محشی

جناب قاری محمد صدیق صاحب

ناشر

مدرسہ انیس القرآن جلاسی، اسلام پور، ہوڑہ، مغربی بنگال

تفصیلات

نام کتاب : الفوائد المحبیۃ

مؤلف : جناب حافظ قاری مولانا انیس احمد خان صاحب

محشی : قاری محمد صدیق صاحب زید مجدہ

کمپوٹر کتابت : ایم. اے. فلاحی ۔لاجپوری۔ مقام: ترکیسر

طباعت : باراول ۱۰۰۰

: بار دوم ۱۰۰۰

: بارسوم ۱۰۰۰

: بارچہارم ۱۰۰۰

زیر اہتمام : قاری مفید الاسلام صاحب

ناشر : مدرسہ انیس القرآن جالالسی، کلکتہ، بنگال

﴿ ملنے کا پتہ ﴾

Qirat Academy

At. & Po. Tadkeshwar-394170
Distt. Surat, Gujarat (INDIA)
91-9825364632

مطبع: بھارت آفسیٹ، دہلی۔۶

فہرست

مصنفؒ کے مختصر حالات

یو، پی کے ضلع فیض آباد کے ایک چھوٹے سے قریہ جگن پور میں تین سو سال پہلے راجپوت خاندان کے ایک شخص رائے بسائی سنگھ کو اللہ تعالی نے اسلام کی دولت سے مشرف فرمایا، اس شخص نے اپنا اسلامی نام بھیکن خان رکھا، اسی کی نسل میں ایک ایسا صالح فرزند پیدا ہوا جس نے انتہائی غربت اور پریشانیوں کے باوجود تحصیل علم کیا، دیوبند سے فراغت حاصل کی، اور فن قراءت وتجوید میں کمال پیدا کیا، ابتداء میں اپنے وطن جگن پور گھر کے چبوترے پر بیٹھ کر قریہ کے بچوں کو برسوں قرآن پاک کی تعلیم دی، پھر برما کا سفر مقدر ہوا، وہاں قیام کے دوران علوم دینیہ کی ترویج کی، بدعات کے خلاف ہزاروں فتاویٰ مرتب کر کے شائع کیے، کئی کتابیں لکھیں، یہ مردِ درویش حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت تھا، اور مسلک دیوبند کا عاشق، ورع وتقوی میں منفرد، اخلاص وللہیت کا پتلا، خوش اوقات، اتباع سنت میں بے مثال، جس کے نقوش رہتی دنیا تک اہلِ علم کے اذہان وقلوب پر مرتسم رہیں گے، جسے علمی دنیا حضرت مولانا عبدالرؤف خاں صاحبؒ جگن پوری کے نام سے جانتی ہے۔ اسی مردِ خدا کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا جو اس کا اکلوتا بیٹا تھا جس کو خود اس نے پالا پوسا پڑھایا اور تربیت دی، اس تربیت کا اس پر کچھ ایسا رنگ چڑھا کہ وہ اپنے والد کا نمونہ بن گیا۔

بچپن ہی میں شفیق ماں کے سایہ سے محروم ہوگیا، ابھی سنِ بلوغ کو بھی نہیں پہنچا تھا کہ یہ مربی باپ بھی رخصت ہوگیا جو اس کے لئے سب کچھ تھا، اس بے سرو سامانی میں کچھ دکھلائی نہیں دیتا تھا کہ کیا کرے کہاں جائے، کسی کی ترغیب پر تحصیل علم

کے لئے سفر کیا، چند سال اس طرح گزرے کہ دوستوں اور اپنوں نے اس غربت کے مارے اور پرانی وضع قطع کے طالب علم کو اتنا ستایا کہ اس دور کے حالات سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ بالآخر کسی طرح دیو بند پہنچنے میں کامیابی ہوئی اور وہاں تعلیم مکمل کی، باپ کی وراثت فنِ قراءت تھی، لہٰذا اس میں جان توڑ کر محنت کی، مرحوم قاری حفظ الرحمٰن صاحب سے حفص کے علاوہ سبعہ کی بھی تکمیل کی مگر اس فن کی پیاس باقی تھی، دیو بند سے لکھنؤ آیا، یہاں مدرسہ فرقانیہ جو اس وقت فنِ قراءت کا مشہور مدرسہ تھا، وہاں ماہر اساتذۂ کرام سے سبعہ عشرہ کی اہم کتابیں پڑھیں، پورے قرآن کا اجراء کیا، اور طویل مدت اس کی تحصیل میں خرچ کی، پھر اسی ادارہ میں مجود کی حیثیت سے خدمت شروع کی، دس سال تک اس ادارے میں خدمت انجام دی۔

ادھر گجرات میں فلاح دارین ترکیسر کے مہتمم حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی کو اپنے ادارے میں شعبۂ قراءت کے لئے ایک ماہر استاذ کی ضرورت تھی، موصوف اس کے لئے ملک گیر دورہ کر رہے تھے، اسی سلسلہ میں فرقانیہ جانا ہوا، دیکھا تو ایک قدیم وضع کا کرتہ پہنے، دوپلّی ٹوپی لگائے مغلئی پاجامے میں ملبوس ایک نوجوان دنیا سے بے رغبت، کم گو، ایک چھوٹے سے حجرے کی چٹائی پر بیٹھا فن کی باریکیوں سے طلبہ کو آگاہ کر رہا ہے۔ گجرات تشریف لانے کو کہا گیا تو فرمایا اگر آپ کے یہاں طلبہ اس فن سے دلچسپی لیں تو خدمت سے انکار نہیں، بہر حال ترکیسر کا آب ودانہ لکھنؤ سے اٹھا لایا، ترکیسر آکر موصوف کے جوہر کھلے، پوری قوت کے ساتھ اس فن کو طلبہ میں مقبول بنانے کوشش کی۔ سبعہ کے اسباق جاری کئے، رائیہ، دُرہ، تیسیر کے اسباق بھی بعض طلبہ کو پڑھائے۔ قراء کی ایک بڑی جماعت تیار کی جو بالفعل تدریس کی اہلیت رکھتی تھی۔ ان میں سے بعض فی الحال بعض بڑے مدارس میں اس فن کے کامیاب

اساتذہ ہیں۔

اسباق کی خصوصیات

مرحوم کا طریقہ یہ تھا کہ طالبین صادقین اور متواضع طلبہ ہی کو پڑھانے کے قائل تھے۔ان کو اپنے فن سے اتنی محبت تھی کہ وہ ہر ایک کو اتنی آسانی سے یہ فن دینے کے قائل نہیں تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ یہ شریف علم شریف طلبہ ہی کو دیا جائے۔ اگر کوئی طالب علم صادق نظر آتا تو پھر خارج میں پڑھانے کے لئے تیار ہو جاتے اور اس سے بے حد تعلق رکھتے، اس کی عزت کرتے، اس کی مالی امداد بھی کرتے۔ وہ پرانی وضع کے آدمی تھے۔شاگرد جب تک ایسا تعلق نہ رکھے جو ایک اطاعت شعار بیٹے کو باپ سے ہوتا ہے تب تک اس کو طالب علم ہی نہیں سمجھتے تھے۔ان کا ماننا تھا کہ استاذ سے محبت ہی فیض کا ذریعہ ہوتی ہے۔ان کو خود بھی اساتذہ کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔نام آتے ہی رقت طاری ہو جاتی اور ان کے کمالات کا ذکر فرماتے۔ دوسری بات یہ تھی کہ وہ پورے قرآن مجید کا اجراء کرانے کے عادی تھے، تکمیل کے بعد ہی سند دینے کے قائل تھے۔ چنانچہ اس پر انہوں نے شدت سے عمل کیا۔ان کے یہاں ریا نمود جیسے جلسے جلوس اور اسٹیج پر قراءت سے مکمل اجتناب تھا، اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔ البتہ قرآنِ پاک کا اجراء مکمل ہو جانے پر بے حد خوش ہوتے تھے۔اس موقع پر دعاء کا اہتمام کرتے، سب کو اجتماعی دعاء میں شریک کرتے اور اس مجلس میں حضور ﷺ کی نعت پڑھوانے کے شوقین تھے۔مٹھائی سے بے حد رغبت تھی جب کہ وہ ان کے مرض میں شدید مضر تھی۔

حضور ﷺ کی محبت مرحوم کے روئیں روئیں میں سمائی ہوئی تھی۔سرکار کا نام

سنتے ہی زار وقطار رونے لگتے۔ اگر نام آئے اور کوئی درود نہ پڑھے تو آگ بگولہ ہوجاتے۔

مرحوم نے بڑی مفید کتابیں حفص، سبعہ، عشرہ کے طلبۂ کرام کے لئے تصنیف فرمائیں اور آخری تصنیف ''شانِ مصطفیٰ'' دو جلدوں میں تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل بیماری کے ایام میں رات رات بھر جاگ کر تحریر کی، جس کی ہر سطر عشقِ مصطفیٰ میں ڈوبے ہوئے دل کی عکاسی کرتی ہے۔

مرحوم انتہائی گوشہ نشین، کم آمیز اور تنہائی کے خوگر تھے۔ پوری زندگی تجرد میں گذاری۔ اس معاملے میں وہ اپنے کو معذور جانتے تھے۔ شاید رات انہوں نے خدا کی عبادت کے لئے وقف کر رکھی تھی، اس میں دوئی گوارہ نہیں تھی۔

مرحوم نے بہت کم عمری میں انتقال فرمایا۔ شکر کے مہلک مرض نے بہت جلد ان کو نڈھال کردیا تھا۔ علاج کرانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، البتہ پرہیز کے قائل نہ تھے۔ گذشتہ سال سے فلاحِ دارین سے گھر تشریف لے گئے، وہیں صاحبِ فراش رہے۔ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۰ء بروز جمعہ وقتِ موعود آپہنچا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ.

﴿از مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب گوالیاری
شیخ الحدیث دارالعلوم فلاحِ دارین ترکیسر گجرات﴾

پیش لفظ

آج سے تقریباً ۲۰/۲۲ بیس بائیس سال قبل اہل گجرات روایت حفص ؒ کے ماسوا کسی قراءت سے واقف نہ تھے، حتی کے مدارس عربیہ میں بھی اس فن شریف کی تعلیم وتعلم کا کوئی خاص رواج نہ تھا، عوام کا تو ذکر ہی کیا؟ خواص بھی اس فن شریف سے ناواقف ونابلد تھے اور یہ سنت عظمیٰ گمنامی کا شکار ہو چکی تھی، ان حالات میں مفکر ملت، ہم سب کے محسن ومربی رئیس الجامعہ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم کو اس سنتِ مردہ کے احیاء کا فکر دامنگیر ہوا، اور آپ نے ماہر فن مقری کی جستجو کے لئے طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کیں، چنانچہ نصرت الٰہی شامل حال رہی اور ”جوئندہ یابندہ“ کے اصول پر آپ کی ملاقات **سلسلۂ محبیہ** کے روشن چراغ شیخ القراء حضرت الاستاذ جناب مولانا حافظ قاری انیس احمد خان صاحب ؒ سے ہوگئی، حضرت قاری صاحب ؒ سے بڑے اصرار کے ساتھ فلاح دارین کے لئے درخواست کی گئی جس پر قاری صاحب ؒ نے فرمایا: اگر آپ کے یہاں کے طلبہ میں اس فن کی طلب دلچسپی اور شوق ہے تو آ سکتا ہوں، چنانچہ یہ نمونۂ سلف وبزرگ صفت مقری صرف اور صرف اسی فن کی اشاعت اور افراد سازی کی خالص نیت سے گجرات تشریف لائے، اور یہاں کے طویل قیام کے دوران مسلسل مبتلاءِ امراض رہنے کے باوجود اس فن شریف کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے، اور مکمل یکسوئی کے ساتھ شب وروز درس وتدریس میں منہمک رہ کر ٹھوس خدمات انجام دیں، ان دنوں یہاں قراءت مختلفہ سے

عام ناواقفیت تھی اور طلبہ عزیز کے لئے یہ فن بالکل اجنبی اور غیر مانوس تھا، ادھر سبعہ متواترہ کے اصول وفروش کے لئے شاطبیہ جیسا اہم وادق قصیدہ من حیث المتن پڑھنا پڑھانا اساتذۂ کرام کا معمول رہا ہے، تو طلبہ کی سہولت کے پیش نظر آپ نے شاطبیہ کے اشعار میں بیان شدہ اصول وضوابط کو سہل ومختصر انداز میں بزبان اردو مرتب فرمایا جو "الفوائد المحبیۃ" کے نام سے موسوم ہے، اور ابتداءً اسی کو حفظ کرانا معمول رہا جس سے اجراء سبعہ بہت سہل ہو جاتا ہے، پھر شاطبیہ ورائیۃ جیسے سخت متون کو اپنے نرالے وسہل ترین انداز میں پڑھاتے تھے، ادھر چونکہ زیر نظر رسالہ "الفوائد المحبیۃ" پہلے ہی یاد کر چکے ہوتے تو جہاں اجراء سبعہ میں اس سے بڑا تعاون ملتا تو وہیں شاطبیہ کا سمجھنا بھی کافی سہل ہو جاتا، انہیں دنوں اس ناقص کے دل میں ان قواعد کو ان کی اصل یعنی شاطبیہ سے استخراج کا داعیہ پیدا ہوا اور وقف حمزہ وہشام تک کام کرلیا، پھر جب قاری صاحبؒ کو دکھایا تو آپ نے خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور جلد ہی تکمیل کیلئے فرمایا، جو آپ کی خوردنوازی کی بات تھی مگر مشیت الٰہی کے تحت وہ کاغذات کسی سے گم ہو گئے، اس کے بعد طویل مدت تک اس طرف توجہ نہ ہو سکی لیکن بعض احباب کی محبت اور انکے بار بار مطالبہ کی برکت سے توفیق خداوندی شامل حال ہوئی اور اسی کریم ذات کی غیبی نصرت سے یہ کام آج سے تقریباً پانچ سال قبل پایۂ تکمیل کو پہنچا جو محض فضل خداوندی اور استاذ محترم کی توجہات کا ثمرہ ہے، وللہ الحمد۔

اس انطباق سے جہاں شاطبیہ کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے وہیں اس سے اصول وضوابط کے استحضار میں خوب تعاون حاصل ہوتا ہے، نیز بوقت ضرورت اشعار شاطبیہ سے استشہاد بھی سہل ہو جاتا ہے۔

میں اس موقع پر اپنے مخلص وخلیق دوست جوان صالح جناب مولانا قاری محمد

یوسف صاحب (استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر) کا دل سے شکر گذار ہوں آپ نے ہمیشہ کی طرح اس رسالہ کی صفائی میں کافی سے زیادہ تعاون فرمایا۔

نیز مدرسہ انیس القران جس کا نام انیس القرآن حضرت قاری صاحبؒ کی طرف انتساب کرتے ہوئے رکھا گیا ہے اور اس کے بانی مبانی ومسئول عام عزیزم جناب قاری مفیدالاسلام صاحب کلکتوی سلمہٗ (استاذ شعبۂ تجوید وقراءت فلاح دارین ترکیسر) کا بھی شکر گذار ہوں کہ منطبق رسالہ جو پانچ سال سے مسودہ کی صورت میں تھا اپنے ادارہ انیس القرآن کی طرف سے اس کی طباعت کا انتظام فرمایا اور یہ بھی انیس القرآن کے لئے شرف کی بات ہے کہ علوم انیسی کے ایک حصہ کی نشر واشاعت من جانب اللہ اس کے حصہ میں آئی، درحقیقت فن تجوید وقراءت سے عوام وخواص کی بے توجہی کے دور میں اس مردہ سنت کی احیاء کے لئے یہ ایک بڑا تعاون ہے۔
فجزاہم اللہ تعالی احسن الجزاء اخیر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس رسالہ کو شرف قبول بخشے اور ہم سب کے لئے ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

محتاج دعاء

محمد صدیق سانسرودی (فلاحی)

خادم القرآن دارالعلوم فلاح دارین

ترکیسر، سورت، گجرات، الہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ بِاَیْسَرِ الْوُجُوْهِ، وَاَفْصَحِ اللُّغَاتِ، وَتَعَبَّدَنَا بِتَحْرِیْرِهٖ وَاِتْقَانِ اَوْجُهِهٖ وَقِرَاءَتِهٖ ، وَجَعَلَ ذٰلِكَ مِنْ اَعْظَمِ الْقُرُبَاتِ ، الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَةِ الْمُهْدَاةِ ، سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ، البَدَرَةِ التُّقَاةِ.

امابعد ! فیَقُوْلُ الْعَبْدُالْمُفْتَقِرُاِلَی اللّٰهِ الصَّمَدِ، انیس احمد خان الفیض آبادی عفا اللّٰہ عنه بِمَنِّهٖ وَکَرَمِهٖ.

جان تو اے عزیز! جَعَلَنِیَ اللّٰهُ وَاِیَّاكَ مِنَ الْعِصَابَةِ النَّاجِیَةِ وَمَنَحَنِیْ وَاِیَّاكَ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ اللُّطْفِ وَالْعَافِیَةِ .

مثل قراءت سیدنا امام عاصم کوفی رضی اللہ عنہ بروایت حفصؒ، دیگر قراءت و روایت یعنی طریق ادا بھی زبان مبارک ﷺ سے منطوق اور سنت متبعہ ہے، صحابۂ کرامؓ کے برگزیدہ گروہ نے بارگاہِ رسالتؐ سے سیکھا اور تابعین عظام کو سکھایا، اکابرِ امت نے ان قراءات کو کتابوں میں مدون فرما کر احسان عظیم فرمایا، جزاهم اللّٰه عنّا وعن جمیع المسلمین .

اس دور میں یہ سنت مردہ ہوچکی ہے، لہٰذا طالبانِ علوم دینیہ پر ضروری ہے کہ اس سنت کو زندہ کرنے کے لئے مستعد ہوکر الماهر بالقران کے زمرے میں داخل ہوکر فلاحِ آخرت حاصل کریں۔

اب جان لے تو، اے طالبِ قراءات کہ تابعین اور تبعِ تابعینؒ میں سے جن بزرگوں نے تمام چیزوں سے اعراض کرکے اپنے آپ کو خدمتِ قرآن مجید کے لئے

وقف کردیا ہے اور ان قراءاتِ متواترہ کے ضبط و حفظ، تعلیم و تعلم میں پورا اپنا حصہ صرف کیا، ان ائمۂ قراءت کو بدورِ سبعہ کہتے ہیں[1]۔

بدورِ سبعہ کے دو دو رواۃ بھی ہیں جن اکابر سے ان بدورِ سبعہ کی روایت کردہ قراءت کی اشاعت ہوئی ہے، ان کو نجوم کہتے ہیں[2]۔

بُدُورِ سبعہ اور ان کے رُواۃ کا بیان

بدورِ سبعہ میں (اول) امام سیدنا نافعؒ مدنی ہیں[3] اور ان کا رمز ''الف'' ہے اور ان کے دو راوی قالون[4] اور ورشؒ ہیں، ان کا رمز ''ب اور ج'' ہے۔

(دوسرے) امام سیدنا ابن کثیرؒ[5] مکیؒ ہیں اور ان کا رمز ''د'' ہے اور ان کے دو راوی بزی[6] اور قنبل ہیں اور ان کا رمز ''ہ اور ، ز'' ہے۔

(تیسرے) امام سیدنا ابو عمروؒ[7] بصریؒ ہیں ان کا رمز ''ح'' ہے اور ان کے دو

---

[1] فَمِنْهُمْ بُدُوْرٌ سَبْعَةٌ

[2] لَهَا شُهُبٌ عَنْهَا اسْتَنَارَتْ

[3] فَأَمَّا الْكَرِيْمُ السِّرُّ فِي الطِّيْبِ نَافِعٌ ۔ فَذَاكَ الَّذِي اخْتَارَ الْمَدِيْنَةَ مَنْزِلَا

[4] وَقَالُوْنُ عِيْسٰى ثُمَّ عُثْمَانُ وَرْشُهُمْ

[5] وَمَكَّةُ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْهَا مُقَامُهٗ ۔ هُوَ ابْنُ كَثِيْرٍ كَاثِرُ الْقَوْمِ مُعْتَلَا

[6] رَوٰى اَحْمَدُ الْبَزِّي لَهٗ وَمُحَمَّدٌ ۔ .... وَهُوَ الْمُلَقَّبُ قُنْبُلَا

[7] وَأَمَّا الْإِمَامُ الْمَازِنِيُّ صَرِيْحُهُمْ ۔ اَبُوْ عَمْرِونِ الْبَصْرِي فَوَالِدُهُ الْعَلَا

راوی دُوری اور سوسی[۱] ہیں، اور ان کا رمز ''ط اور ی'' ہے۔

(چوتھے) امام سیدنا ابن عامر[۲] شامیؒ ہیں ان کا رمز ''ک'' ہے اور ان کے دو راوی ہشام[۳] اور ابن ذکوان ہیں اور ان کا رمز ''ل اور م'' ہے۔

(پانچویں) امام سیدنا عاصم کوفی[۴] ہیں اور ان کا رمز ''ن'' ہے اور ان کے دو راوی شعبہ[۵] اور حفص ہیں، ان کا رمز ''ص اور ع'' ہے۔

(چھٹے) امام سیدنا حمزہ[۶] ہیں ان کا رمز ''ف'' ہے اور انکے دو راوی ہیں خلف[۷] اور خلاد ہیں، ان کا رمز ''ض اور ق'' ہے۔

(ساتویں) امام سیدنا کسائی[۸] ہیں، ان کا رمز ''ر'' ہے اور ان کے دو راوی ابوالحارث[۹] اور دُوری ہیں، ان کا رمز ''س اور ت'' ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین[۱۰]۔

---

۱ أَبُوْ عُمَرَ الدُّوْرِى وَصَالِحُهُمْ أَبُوْ شُعَيْبٍ هُوَ السُّوْسِىُّ عَنْهُ تَقَبَّلَا

۲ وَأَمَّا دِمَشْقُ الشَّامِ دَارُ بْنِ عَامِرٍ ....

۳ هِشَامٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ انْتِسَابُهٗ لِذَكْوَانَ ....

۴ فَأَمَّا أَبُوْ بَكْرٍ وَعَاصِمٌ اسْمُهٗ ....

۵ وَذَاكَ ابْنُ عَيَّاشٍ أَبُوْ بَكْرٍ الرِّضٰى وَحَفْصٌ ....

۶ وَحَمْزَةُ مَا أَزْكَاهُ مِنْ مُتَوَرِّعٍ

۷ رَوٰى خَلَفٌ عَنْهُ وَخَلَّادُ الَّذِىْ

۸ وَأَمَّا عَلِىٌّ فَالْكِسَائِىُّ نَعْتُهٗ ....

۹ رَوٰى لَيْثُهُمْ عَنْهُ أَبُو الْحَارِثِ الرِّضٰى وَحَفْصٌ هُوَ الدُّوْرِى وَفِى الذِّكْرِ قَدْ خَلَا

۱۰ جَعَلْتُ أَبَا جَادٍ عَلٰى كُلِّ قَارِئٍ دَلِيْلًا عَلَى الْمَنْظُوْمِ أَوَّلَ أَوَّلَا

چونکہ علامہ شاطبیؒ نے اسی شعر میں قراء سبعہ اور ان کے ۱۴ رروات کے رموزِ انفرادی کو بیان فرمادیا ہے کہ أَبَجْ دَهَزْ حُطِّیْ كَلِمْ نَصَحْ فَضَقْ رَسَتْ میں کا پہلا حرف امام کے لئے باقی دو راویوں کے لئے بطور رمز کے ہیں لھذا اختصار کے پیش نظر بطور استشہاد اخیر میں اس شعر کو لکھا جارہا ہے۔

رموزِ کلمی کا بیان

جان تو اے عزیز!

کوفیین سے مراد سیدنا امام عاصم اور سیدنا امام حمزہ اور سیدنا امام کسائی ہیں

ابنان سے مراد سیدنا امام ابن کثیر مکی اور سیدنا امام ابن عامر شامی ہیں اور

اخوین سے مراد سیدنا امام حمزہ اور سیدنا امام کسائی ہیں، اور

صحبه سے مراد شعبہ اور سیدنا امام حمزہ اور سیدنا امام کسائیؒ ہیں اور

صحاب سے مراد سیدنا امام حفص اور سیدنا امام حمزہؒ اور سیدنا امام کسائیؒ ہیں اور

عم سے مراد سیدنا امام نافع اور سیدنا امام ابن عامر شامیؒ ہیں، اور

سما سے مراد سیدنا امام نافع اور سیدنا امام ابن کثیر مکی اور سیدنا امام ابوعمرو بصریؒ ہیں، اور

حق سے مراد سیدنا امام ابن کثیر مکی اور سیدنا امام ابوعمرو بصریؒ ہیں، اور

---

١ .... وَقُلْ فِيهِمَا مَعَ شُعْبَةٍ صُحْبَةٌ تَلَا

فِيهِمَا کی ضمیر کا مرجع ماقبل کے مصرعہ میں مذکور امام حمزہ اور امام کسائی ہے۔

٢ صِحَابٌ هُمَا مَعَ حَفْصِهِمْ ....

٣ .... عَمَّ نَافِعٍ .... وَشَامٍ ....

٤ .... سَمَا فِيْ نَافِعٍ وَفَتَى الْعَلَا وَمَكٍّ ....

٥ ...... وَحَقٌّ فِيهِ وَابْنُ الْعَلَاءِ قُلْ ....

فیہ میں ہاء ضمیر کا مرجع ماقبل میں موجود لفظ ''مک'' ہے۔

نفر سے مراد سیدنا امام ابن کثیر مکی اور سیدنا امام ابوعمرو بصری اور سیدنا امام ابن عامر شامی[۱] ہیں، اور

حرمی سے مراد سیدنا امام نافع اور سیدنا امام ابن کثیر مکی[۲] ہیں، اور

حصن سے مراد ائمہ کوفیین اور سیدنا امام نافع[۳] ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

رموزِ حرفی مرکب کا بیان

جان تو اے عزیز!

''ث'' سے مراد ائمہ کوفیین[۴] ہیں، اور ''خ'' سے مراد تمام ائمہ ستہ علاوہ امام اول کے[۵] اور ''ذ'' سے مراد ائمہ کوفیین اور شامی[۶]، اور ''ظ'' سے مراد ائمہ کوفیین اور امام مکی[۷] ہیں، اور ''غ'' سے مراد ائمہ کوفیین اور بصری ہیں[۸]، اور ''ش'' سے مراد سیدنا امام حمزہ اور سیدنا امام کسائی ہیں[۹]۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

---

۱ .... وَقُلْ فِيهِمَا وَالْيَحْصَبِيِّ نَفَرٌ حَلَا

فیھما کی ضمیر کا مرجع ماقبل کے مصرعہ میں مذکور لفظ ''مک'' اور ''ابن العلا'' ہے۔

۲ وَحِرْمِيٌّ الْمَكِيُّ فِيهِ وَنَافِعٌ ....

۳ .... وَحِصْنٌ عَنِ الْكُوفِيِّ وَنَافِعِهِمْ عَلَا

۴ وَمِنْهُنَّ لِلْكُوفِي ثَاءٌ مُثَلَّثٌ ....

۵ .... وَسِتَّتُهُمْ بِالْخَاءِ لَيْسَ بِأَغْفَلَا

۶ .... وَكُوفٍ وَشَامٍ ذَالُهُمْ لَيْسَ مُغْفَلَا

۷ وَكُوفٍ مَعَ الْمَكِّيِّ بِالظَّاءِ مُعْجَمَا ....

۸ .... وَكُوفٍ وَبَصْرٍ غَيْنُهُمْ لَيْسَ مُهْمَلَا

۹ وَذُو النَّقْطِ شِينٌ لِلْكِسَائِيِّ وَحَمْزَةٍ ....

اختلافِ قراءت کی حقیقت کا بیان

جان تو اے عزیز!

اختلافِ قراءت اختلافِ تنوع و تغایر ہوتا ہے، اختلافِ تضاد اور تناقض نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ کلام اللہ شریف میں یہ محال ہے، کما قال اللّٰہ تعالٰی: لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا .

واقعہ یہ ہے کہ تمام کلماتِ قرآنی کی دو قسمیں ہیں:

متفق علیہ : جن کو تمام صحابہ کرام نے ایک طرح پڑھا ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ہے۔

مختلف فیہ: جن کو صحابہ کرامؓ نے لغوی اختلاف یا نحوی وجوہ کی بناء پر مختلف طریقہ پر پڑھا ہے، دونوں اقسام کے الفاظ منزل من اللہ اور تعلیم فرمودۂ سید الانبیاء ﷺ ہیں، مثلاً ایک صحابیؓ نے صلہ، اظہار، تسہیل اور فتحہ سیکھا، دوسرے نے بغیر صلہ، اظہار و تسہیل، تیسرے نے بغیر صلہ، ادغام، تسہیل و امالہ، اسطرح اور بہت سی شکلیں ہو سکتی ہیں، پس ناممکن ہے کہ ایک قراءت میں امر اور دوسرے میں نہی ہو یا اور کسی طرح تعارض ہو سکے۔

اختلاف قراءت کے فوائد کا بیان

جان تو اے عزیز!

امت محمدیہ ﷺ کیلئے وسعت و سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے علاوہ اختلاف قراءت میں متعدد فوائد ہیں، قراءت مختلفہ میں تنوع کے باوجود تخالف، تعارض،

تناقض پیدا نہیں ہوتا ہے، بلکہ ایک قراءت سے دوسری قراءت کی تائید، تصدیق، توضیح اور تفسیر ہوتی ہے اور متعدد معانی اور فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں جس سے کمال بلاغت اور کمال اعجاز ظاہر ہوتا ہے، ہر قاری اپنی اختیار کردہ وجوہ کی سند متصلہ حضور سرورعالم ﷺ تک پہنچاتا ہے جو صرف اسی امت اور اسی کتاب مقدس اور امت کا خاصہ ہے، علامہ جزریؒ فرماتے ہیں اگر صرف یہی ایک فائدہ ہوتا تو کافی وافی ہوتا۔

قراء اور فقہاء کے اختلاف کے فرق کا بیان

جان تو اے عزیز!

فقہاء کا اختلاف اجتہادی ہوتا ہے اور قراءت کا اختلاف روایتی ہوتا ہے، اسی وجہ سے فقہاء کی وجوہ اختلافی میں سے نفس الامر میں ایک حق اور صواب ہے اور ہر مذہب دوسرے کی نسبت سے صواب ہے، مگر خطا کا احتمال رکھتا ہے اور قراءات کی وجوہِ اختلافی میں سے نفس الامر میں ہر ایک صواب، حق، منزل من اللہ قرآن مجید اور کلام اللہ ہے، جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔

حدیث "سبعۃ احرف" کا بیان

جان تو اے عزیز!

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیمؓ کو سورۂ فرقان دوسری طرح پڑھتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ سورت تم نے کس سے پڑھی ہے؟ انہوں نے حضور ﷺ کا حوالہ دیا، میں ان کو بارگاہ رسالت میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا، حضور ﷺ نے دونوں سے سن کر تصویب فرمائی اور فرمایا: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنْهُ ۔ (بخاری ومسلم)

امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔

حافظ ابویعلی موصلیؒ مسند کبیر میں کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ایک روز ممبر پر کھڑے ہوکر صحابہ سے فرمایا: میں ان حضرات کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں جنہوں نے سید الانبیاء سے یہ الفاظ "ان هذا القرآن انزل علی سبعة احرف کلها شاف و کاف" سنے ہوں تو وہ کھڑے ہو جائیں، اس پر صحابہ کرامؓ کی اتنی بڑی جماعت مسجد میں کھڑی ہوگئی جس کی گنتی نہیں ہوسکتی، سب نے اس پر گواہی دی، پھر امیر المؤمنین نے فرمایا کہ میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

اہل علم اس حدیث شریف پر مختلف عنوان سے بحث کرتے ہیں جن کو حافظ ابوشامہ نے ایک مستقل کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

حضرت ابیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد میں آکر سورۂ نحل اس کے خلاف پڑھی جس طرح میں پڑھتا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے یہ سورت کس نے پڑھائی ہے؟ اس نے کہا نبی اکرم ﷺ نے، پھر اور ایک شخص آیا اس نے بھی سورہ نحل پڑھی اور ہم دونوں کی مخالفت کی میں نے اس سے بھی پوچھا تو اس نے بھی وہی جواب دیا، جس سے میرے دل میں شک پیدا ہوا، میں ان کو بارگاہ رسالت میں لے گیا، اللہ کے حبیب ﷺ نے ایک سے سن کر فرمایا أَحْسَنْتَ دوسرے سے سن کر فرمایا أَصَبْتَ پھر مجھے فرمایا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ پھر میرے سینے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا اعیذك باللّٰه یا اُبیّ۔

حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو جو پڑھو وہ صواب ہی ہے، مگر شک نہ کرو، کیوں کہ اس میں شک کرنا کفر ہے۔

صحابۂ کرام اور تابعین میں سے شیوخِ قراءت

جان تو اے عزیز!

جملہ صحابۂ کرام قاری اور بعض خصوصیت سے معلم قراءت تھے، امام ابوعبید بن سلام پچھلے مقدس گروہ کے متعلق کتاب القراءت میں کہتے ہیں کہ مہاجرین میں سے امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا حضرت عمرؓ، سیدنا حضرت عثمانؓ، سیدنا حضرت علیؓ، سیدنا حضرت طلحہؓ، سیدنا حضرت سعدؓ، سیدنا حضرت ابن مسعودؓ، سیدنا حضرت حذیفہؓ، سیدنا حضرت ابوموسیٰؓ، سیدنا حضرت سالمؓ، سیدنا حضرت ابوہریرہؓ، سیدنا حضرت ابن عمرؓ، سیدنا حضرتا بن عباسؓ، سیدنا حضرت ابن زبیرؓ، سیدنا حضرت عمرو بن عاصؓ، سیدنا حضرت عبداللہ بن عمروؓ، سیدنا حضرت معاویہؓ، سیدنا حضرت عبداللہ بن السائبؓ، امہات المؤمنین حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ۔

اور انصار میں سے حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابوزیدؓ، حضرت مجمع بن جاریہؓ، حضرت انس بن مالکؓ سے وجوہِ قراءت منقول ہیں۔

اسی متبرک گروہ میں سے حضرت عباسؓ اور آپ کے فرزند ابوالحارث عبداللہ بن عباس قریشیؓ، حضرت فضالۃ بن عبید انصاریؓ، اور واثلۃ بن اسقع لیثیؓ ہیں۔ ان میں سے اکثر صحابہ نے بارگاہِ رسالت ﷺ سے براہِ راست اور بعض نے بالواسطہ قرآن مجید پڑھا تھا، (اور تمام جماعت روزانہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنتی رہتی تھی) اسی برگزیدہ جماعت نے ہر حرکت وسکون اور حذف واثبات کو حضور ﷺ سے ضبط کیا تھا، اور ہر قسم کے وہم اور شک سے پاک تھی، اور جس طرح پڑھا تھا اسی طرح تابعین کو پڑھا دیا۔

خادمانِ قرآن مجید کی فضیلت کا بیان

جان تو اے عزیز!

خدامِ قرآن مجید کے حق میں بکثرت احادیث منقول ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: "اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَ اَصْحَابُ اللَّیْلِ" حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: خَیْرُکُمْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَقْرَأَهُ ، (طبرانی)

حضرت عثمانِ غنیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور ﷺ نے: خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ. (بخاری وترمذی)

یہی وجہ ہے کہ اسلافِ کرام قرآن مجید پڑھانے کو ہر چیز سے مقدم جانتے تھے، حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور ﷺ نے: اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ. (بیہقی)

اسی بناء پر امام سفیان ثوریؒ قرآن پڑھانے کو جہاد سے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تلاوتِ قرآن مجید کو روزہ سے افضل سمجھتے تھے۔

قراءت، روایت، طریق، وجہ، خلاف جائز، خلاف واجب کا بیان

جان تو اے عزیز!

جو اختلاف بدورِ سبعہ میں سے کسی امام کی طرف منسوب ہو اس کو قراءت، اور اگر اختلاف ان کے راویوں کی طرف منسوب ہو اس کو روایت، اور جو اختلاف ان راویوں کے شاگردوں کی طرف منسوب ہو اس کو طریق کہتے ہیں، مثلاً جو قرآن مجید ہم پڑھتے ہیں وہ سیدنا امام عاصم کوفیؒ کی قراءت، وسیدنا حفصؒ کی

روایت، اور شاطبی کا طریق ہے۔ لہٰذا بدورِ سبعہ کو قاری اور نجوم کو راوی اور ان کے نیچے طبقہ کو طریق کہا جاتا ہے، جو اختلاف بطورِ اختیار ہو اس کو وجہ اور وجوہ کے اختلاف کو خلاف جائز اور قراءت، روایت اور طریق کے اختلاف کو خلافِ واجب کہتے ہیں، جمع الجمع میں خلافِ واجب کو ادا کرنا نہایت ضروری ہے ورنہ قراءتِ سبعہ کی تکمیل نہ ہو گی۔

ضدیت اور تقابل والے اختلافات قراءت کے اضداد کا بیان

جان تو اے عزیز!

تقابل دو طرح پر ہے، ایک تقابل عقلی اور دوسرا تقابلِ اصطلاحی، دونوں قسم کا ہے یعنی بعض اضداد میں تقابل عقلاً بھی مفہوم ہوتا ہے، جیسے مد کی ضد قصر، اور اثبات کی ضد حذف، فتح کی ضد امالہ، اور ادغام کی ضد اظہار، ہمزہ کی ضد ترکِ ہمزہ، نقل کی ضد ترکِ نقل، اختلاس کی ضد اکمالِ حرکت، تذکیر کی ضد تانیث، تخفیف کی ضد تثقیل، جمع کی ضد توحید، تنوین کی ضد ترکِ تنوین، اور تحریک کی ضد اسکان۔

بعض اضداد میں تقابل عقلاً تو نہیں ہے البتہ ناظم علیہ الرحمۃ نے بطور اصطلاح مقرر کیا ہے جیسا کہ جزم کی ضد رفع ٹھہرائی، ایسے ہی غیب کی ضد خطاب ہے بطور اصطلاح، اور لغۃً مطلق حرکت ہے[۱]۔

---

[۱] وَمَا كَانَ ذَا ضِدٍّ فَإِنِّي بِضِدِّهِ ‏ غَنِيٌّ فَزَاحِمْ بِالذَّكَاءِ لِتَفْضُلَا

كَمَدٍّ وَإِثْبَاتٍ وَفَتْحٍ وَمُدْغَمٍ ‏ وَهَمْزٍ وَنَقْلٍ وَاخْتِلَاسٍ تَحَصَّلَا

وَجَزْمٍ وَتَذْكِيرٍ وَغَيْبٍ وَخِفَّةٍ ‏ وَجَمْعٍ وَتَنْوِينٍ وَتَحْرِيكٍ اعْمِلَا

وَحَيْثُ جَرَى التَّحْرِيكُ غَيْرَ مُقَيَّدٍ ‏ هُوَ الْفَتْحُ وَالْإِسْكَانُ آخَاهُ مَنْزِلَا

وَآخَيْتُ بَيْنَ النُّونِ وَالْيَا وَفَتْحِهِمْ ‏ وَكَسْرٍ وَبَيْنَ النَّصْبِ وَالْخَفْضِ مَنْزِلَا

وَحَيْثُ أَقُولُ الضَّمُّ وَالرَّفْعُ سَاكِتًا ‏ فَغَيْرُهُمْ بِالْفَتْحِ وَالنَّصْبِ أَقْبَلَا

وَفِي الرَّفْعِ وَالتَّذْكِيرِ وَالْغَيْبِ جُمْلَةً ‏ عَلَى لَفْظِهَا أَطْلَقْتُ مَنْ قَيَّدَ الْعُلَا

اس کے بعد جان کہ اضداد کا باہمی تقابل کہیں دونوں طرف سے مراد ہے اس کو مطرد اور منعکس کہا جاتا ہے، مثلاً تذکیر و تانیث اور کہیں ایک جانب سے ہے، اس تقابل کو مطرد غیر منعکس کہتے ہیں، جیسے جزم کی ضد رفع ہے لیکن رفع کی ضد جزم نہیں ہے، ان کو غیر منعکس کہتے ہیں، ان مذکورہ میں مطرد غیر منعکس صرف جزم ہے۔

بیانِ آدابِ متعلمین

جان تو اے عزیز!

اس فن شریف کے سیکھنے میں نیت خالص رکھ، علائق و موانع کو حتی الامکان کم کر دے، وقت کو غنیمت سمجھ، دوسرے وقت پر نہ ٹال، سیکھنے پر عار نہ کر، شیخ کامل کو تلاش کر، جب اس کے پاس جائے تو کپڑے صاف ہوں، ادب سے پیش آ، نگاہِ حرمت سے اس کو نظر کر، جو بتلا دے اس کو خوب توجہ سے سنے، اور یاد رکھے، اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے اپنا قصور سمجھ، اس کے روبرو اور کا قول مخالف ذکر نہ کرے، اگر کوئی تمہارے استاذ کو برا کہے حتی الوسع اس کا دفعیہ کر، ورنہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہو، جب حلقہ کے قریب پہنچے، حاضرین کو سلام کر، پھر شیخ کو خصوصاً سلام کر، دو شخصوں کے درمیان بدوں اس کی اجازت کے نہ بیٹھے، بیٹھنے میں جگہ تنگ نہ کر، اپنے رفقاء سے نرمی برت، غل نہ مچا، بے ضرورت نہ ہنس، بہت باتیں نہ کر، ادھر ادھر نہ دیکھ، بلکہ شیخ کی طرف متوجہ رہ، شیخ کی بدخلقی کا سہار کر، اس کی تندخوئی سے اس کے پاس جانا نہ چھوڑ، نہ اس کے کمال سے بداعتقاد ہو، بلکہ اس کے افعال و اقوال کی تاویل کر۔

فن قراءت کی تعریف اور اس کے موضوع کا بیان

جان تو اے عزیز!

علم قراءت وہ علم ہے جس میں کلمات وحی کے طریق مختلف فیہ کو بیان کیا جائے، علم تجوید اور علم قراءت کا موضوع الفاظ قرآن مجید ہیں، لیکن علم تجوید میں مخارج وصفاتِ حروف اور ان کے حالات متفقہ کی بحث ہوتی ہے اور قراءت میں احوال مختلف فیہ یعنی حذف واثبات، تحریک وتسکین، مد وقصر، فتح، امالہ، تحقیق وتخفیف وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔

فن قراءت کو استاذ حاذق سے سیکھنے کا بیان

جان تو اے عزیز!

فن قراءت کے اکثر مسائل مقولۂ کیف سماعت اور مشافہت سے تعلق رکھتے ہیں، جیسے تشدید، تسہیل مع الادخال، ابدال بالمد، امالہ، تقلیل، روم واشمام، اخفاء، اشمام بالحرف، اشمام بالحرکت اور مد کی مقدارِ کشش وغیرہ الفاظ میں ان کا بیان کرنا بے حد دشوار ہے، یہ علم شریف نقل پر موقوف ہے، لہٰذا اس کے حصول کے لئے شیخ حاذق سے سماعۃً ومشافہۃً طریق ادا سیکھنا اور صحت کی تصدیق ضروری ہے۔

بسملہ بین السورتین کا بیان

جان تو اے عزیز!

قراءت کی ابتدا سورت سے ہو تو خواہ ابتداء حقیقی ہو یا حکمی، قطع کے بعد ہو یا وقف کے بعد بہر حال جمیع ائمہ قراءتؒ سے سوائے سورۂ برأت بسملہ پڑھنا بالاتفاق مروی ہے۔

اور اگر ایک سورت ختم کر کے دوسری سورت مرتبۃ وغیر مرتبۃ بلا توقف کئے شروع کی جائے تو اس کو قراء بسملہ بین السورتین کہتے ہیں، یہی محل اختلاف ائمہ قرأت کا ہے، اس صورت میں قالون، مکی، عاصم، کسائی بسملہ پڑھتے ہیں[1]، اس کا نام اصطلاحاً فصل ہے، اور باقی قراء کے لئے ترک بسملہ ہے[2]، پھر حمزہ بلا سکتہ صرف وصل کرتے ہیں[3]، اور بصری شامی کیلئے وصل اور سکتہ دونوں ہیں[4]، اور ورش کے لئے بسملہ، ترک بسملہ، اور وصل مع السکتہ تین صورتیں ہیں[5]۔

---

۱ وَ بَسْمَلَ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ (بِ)سُنَّةٍ ☆ (رِ)جَالٌ (نَ)مَوْهَا (دِ)رْيَةً وَتَحَمُّلَا

۲ وبسمل بين السورتين الخ کے مفہوم مخالف سے نکلتا ہے

۳ ووصلك بين السورتين (ف) صاحة ....

۴ .... وَصِلْ وَاسْكُتَنْ (كُـ)ـلٌ (جَـ)ـلَايَاهُ (حَـ)صَّلَا

نوٹ:- یہ مسئلہ صاحب نشر کبیر علامہ جزریؒ کی تحقیق کے مطابق ہے۱۲

۵ .... وَصِلْ وَاسْكُتَنْ (كُـ)ـلٌ (جَـ)ـلَايَاهُ (حَـ)صَّلَا

.... وَفِيْهَا خِلَافٌ (جِـ)ـيْدُهُ وَاضِحُ الطُّلَا

میم جمع کے صلہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

میم جمع اس میم کو کہتے ہیں جو مذکر غائب اور کاف، تائے خطاب کے بعد جمع مذکر کے لئے لائی جاتی ہے، جیسے: ھم، تم، کم.

اب جان لے کہ میم جمع کا وقوع حرف ساکن سے پہلے ہوگا یا حرف متحرک سے پہلے، اگر حرف متحرک سے پہلے ہے، تو وہ حرف متحرک واحد مذکر غائب کی ضمیر ہوگی یا اور کوئی حرف، اگر ضمیر ہے تو جمیع قراء کیلئے بالاتفاق صلہ ہے[1]، (مثلاً: رَاَیْتُمُوْهُ، سَمَّیْتُمُوْهَا وغیرہ)

اور اگر کوئی اور حرف ہے تو قالون بالخُلف اور مکی بلا خلف صلہ کرتے ہیں[2] اور ورش اگر ہمزۂ قطعی سے قبل ہو تو صلہ کرتے ہیں ورنہ نہیں[3]، اور اگر میم جمع حرف ساکن سے قبل ہے تو اب دیکھو کہ میم جمع سے پہلے ہ ماقبل مکسور یا یائے ساکنہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ہاء اور میم جمع دونوں کو حمزہ اور کسائی وصلاً مضموم پڑھتے ہیں، جیسے بِهُمُ الْاَسْبَابُ، عَلَيْهُمُ الْقِتَالُ.

---

[1] علامہ شاطبیؒ نے عموماً متفق علیہ مسائل کو بیان نہیں فرمایا ہے۔

[2] وَصِلْ ضَمَّ مِيمِ الْجَمْعِ قَبْلَ مُحَرَّكٍ (دِ)رَاكاًوَقَالُونُ بِتَخْيِيرِهِ جَلَا

[3] وَمِنْ قَبْلِ هَمْزِ الْقَطْعِ صِلْهَا لِوَرْشِهِمْ۔

اور بصری ہا اور میم جمع دونوں کو مکسور پڑھتے ہیں[1] اور وقفاً حفص پڑھتے ہیں[2]، اور کلمات ثلاثہ علیھم، الیھم، لدیھم میں حمزہ وصلاً وقفاً بضم الہاء پڑھتے ہیں[3]۔

ادغام کبیر کا بیان

جان تو اے عزیز!

ادغام کہتے ہیں ایک حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر مشدد پڑھنے کو، اگر پہلا حرف جو مدغم ہے پہلے ہی سے ساکن ہے اور ادغام ہوا ہے تو ادغام صغیر ہے، اور اگر متحرک ہے ساکن کر کے ادغام ہوا ہے تو ادغام کبیر ہے، یہ ادغام کبیر کا قاعدہ خاص

---

[1] حمزہ کسائی کے لئے میم کا ضمہ ومن دون وصل ضمھا قبل ساکن......لکل سے نکلا۔
اور ہاء کا ضمہ وفی الوصل کسر الھاء بالضم شمللا سے نکلا۔
اور بصری کیلئے ہاء کا کسرہ حاشیہ کے قاعدۂ مذکورہ بالا سے اور میم کا کسرہ وبعد الھاء الخ سے نکلا۔

[2] ....وقف للکل بالکسر مکملا

[3] علیھم ،الیھم حمزۃ ولدیھم جمیعا بضم الھاء وقفاً وموصلا

فائدہ : اگر میم جمع کا وقوع ساکن سے پہلے ہو تو جمیع قراء کے نزدیک میم جمع مضموم ہوگی اور صلہ نہ ہوگا جیسے علیکم الصیام ، انتم الاعلون وغیرہ۔ چنانچہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں ومن دون وصل ضمھا قبل ساکن لکل.........

قاعدہ : ہائے ضمیر کا اعراب اپنے ماقبل کے تابع ہوتا ہے چنانچہ کسرہ یا یائے ساکنہ ہو تو مکسور ہوگی جیسے بہ والیہ ورنہ مضموم ہوگی جیسے لہ رسولہ منہ۔

ہے ابوعمرو بصری کے ساتھ بروایت سوسی[1] جہاں پر دو حرف متحرک مثلین یا متجانسین یا متقاربین بحیثیت خط متصل ہوں[2] تو سوسی سے ادغام ثابت ہے۔

اب جان لے کہ اگر اتصال مثلین کا ہے اور ایک کلمہ میں ہے تو صرف مَنَاسِكَكُمْ اور مَاسَلَكَكُمْ دو کلموں میں ان سے ادغام ثابت ہے[3]، اور اگر مثلین دو کلموں میں ہو تو

فَلَایَحْزُنْكَ کے علاوہ ہر جگہ ادغام مروی ہے[4] بشرطیکہ حرف اول تائے متکلم،

---

[1] "ودونك الادغام الكبير وقطبه ابو عموالبصرى فيه تحفلا" وصريح النظم يفيد ان الادغام لابى عمرو من الروايتين، ولكن المقروء به المعول عليه المأخوذ به من طريق الشاطبية والتيسير ان الادغام خاص برواية السوسى عن ابى عمرو، واماالدورى فليس له من طريق النظم واصله الا الاظهار، ولذلك قال الامام السخاویؒ تلميذ الامام الشاطبیؒ فى شرحه للشاطبية: وكان ابوالقاسم الشاطبیؒ يقرئ بالادغام الكبير من طريق السوسى لانه كذاقرأ، انتهى. (الوافى ص/۵۳)

[2] بحیثیت خط متصل: اس قید سے انا نذیر جیسی مثالوں کو خارج کرنا ہے جس میں باعتبار تلفظ اتصال موجود ہے مگر خطاً دونوں کے درمیان الف فاصل ہے لہذا خطاً اتصال نہ ہوا، برخلاف انه هو کے، یہاں باعتبار تلفظ تو انفصال ہے مگر خطاً اتصال ہونے کی وجہ سے اس جیسی مثالوں میں ادغام ہوگا۔

[3] فَفِىْ كِلِمَةٍ عَنْهُ مَنَاسِكَكُمْ وَمَا سَلَكَكُمْ وَبَاقِى الْبَابِ لَيْسَ مُعَوَّلَا

[4] وَمَاكَانَ مِنْ مِثْلَيْنِ فى كِلْمَتَيْهِمَا فَلَابُدَّ مِنْ اِدْغَامِ مَاكَانَ أَوَّلَا
وَقَدْ أَظْهَرُوْا فِى الْكَافِ يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ....

تائے خطاب، منون یا مشدد نہ ہو،اور اگر کلمہ اول کا آخری حرف معتل حذف ہوجانے کے بعد اجتماع مثلین ہوجائے تو بالخلف ان سے ادغام ثابت ہے، مثلاً و من یبتغ غیر الاسلام، وان یك كاذبا، ویخل لکم البتہ یاقوم مالی، یا قوم من ینصرنی، لك كیدًا میں اسی طرح ھو کے ہائے مضموم کے بعد دو حرف واو کا اجتماع ہوجائے تو ان میں بطریق شاطبی ادغام ہی ہے جیسے ھو ومن، الا ھو والملائکۃ

ادغام متقاربین کا بیان

جان تو اے عزیز !

جب دو حرف قریب المخرج دو کلموں میں واقع ہوں تو (ح) کا ادغام صرف فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ میں ہوگا، اور (ق) کا ادغام ک میں، اور عکس اس کا ہر جگہ

---

۱ اِذَالَمْ یَکُنْ تَامُخْبِرٍ اَوْ مُخَاطَبٍ او المُکتسی تنوینَہُ او مُثَقَّلاً
کَکُنْتُ تُرَاباً اَنْتَ تُکْرِہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ وَأَیْضاً تَمَّ مِیْقَاتُ مُثِّلَا

۲ وَعِنْدَھُمُ الْوَجْھَانِ فِی کُلِّ مَوْضِعٍ تُسَمَّی لِاَجْلِ الْحَذْفِ فِیْہِ مُعَلَّلَا
کَیَبْتَغِ مَجْزُوْماً وَاِنْ یَكُ كَاذِباً وَیَخْلُ لَکُمْ عَنْ عَالِمٍ طَیِّبِ الْخَلَا

۳ وَیَاقَوْمِ مَالِیْ ثُمَّ یَاقَوْمِ مَنْ بِلَا خِلَافٍ عَلَی الْاِدْغَامِ لَاشَكَّ اِرْسِلَا
بِاِدْغَامِ لَكَ کَیْداً ....

۴ وَوَاوُ ھُوَالْمَضْمُوْمِ ھَاءُ کَھُوَوَمَنْ فَاَدْغِمْ وَمَنْ یُظْھِرْ فَبِالْمَدِ عَلَّلَا

۵ وَمَھْمَایَکُوْنَاکِلْمَتَیْنِ فَمُدْغَمٌ ....
فَزُحْزِحَ عَنِ النَّارِ الَّذِیْ حَاہُ مُدْغَمٌ ....

بشرطیکہ ماقبل مدغم متحرک ہو، مثلاً: خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، لَكَ قُصُورًا[1] اگر ساکن ہو تو اظہار ہوگا مثلاً: فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ اور اِلَيْكَ قَالَ[2] اور (دال) کا ادغام دس حروف: (ت ث ج ذ ز س ش ص ض ظ) میں ہر جگہ ہوگا[3]۔

لیکن دال اگر مفتوح بعد حرف ساکن کے واقع ہو تو بجز تاء کے کسی حرف میں ادغام نہ ہوگا[4]، ہاں اگر دال مکسور یا مضموم بعد ساکن کے واقع ہو تو ت ث ج ذ ز س ص ض ظ کے نو حرفوں میں ادغام ثابت ہے[5]، اور (تاء) کا ادغام دال کے دس مذکورہ مدغم فیہ اور

---

[1] .... وَفِي الْكَافِ قَافٌ وَهُوَفِي الْقَافِ أُدْخِلَا
خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ لَكَ قُصُوْرًا ....

[2] .... وَاُظْهِرَا اِذَا سَكَنَ الْحَرْفُ الَّذِيْ قَبْلُ اُقْبِلَا

[3] وَلِلدَّالِ كِلَمٌ (تُـ)رْبُ (سَـ)هْلٍ (ذَ) كَا (شَـ)ذَا
(ضَـ)فَا (ثُـ)ـمَّ (زُ)هْدُ(صِـ)دْقُهُ(ظَـ)ـاهِرٌ(جَـ)ـلَا

فائدہ: قانوناً دال کا ادغام تاء کی طرح ''ط'' میں بھی ہونا چاہئے تھا مگر اس کا وقوع قرآن مجید میں نہ ہونے کی وجہ سے اس کو مدغمات فیہ میں شمار نہیں کیا۔

[4] وَلَمْ تُدَّغَمْ مَفْتُوْحَةٌ بَعْدَ سَاكِنٍ بِحَرْفٍ بِغَيْرِ التَّاءِ فَاعْلَمْهُ وَاعْمَلَا

فائدہ: پورے قرآن مجید میں اس کا وقوع صرف دو جگہ پر ہے (۱) مَا كَادَ تَزِيغُ، (۲) بَعْدَ تَوْكِيدِهَا

[5] دال کے مدغمات فیہ ماقبل میں دس بیان فرمائے ہیں اور یہاں نو، وجہ اس کی یہ ہے کہ دال مضموم ومکسور کے بعد ش قرآن کریم میں واقع نہیں ہوئی ہے، دال مکسور ومضموم بعد ساکن کا ادغام ولم تدغم مفتوحة الاخ ... کے مفہوم مخالف سے نکلتا ہے۔

طاء میں یعنی گیارہ حرفوں میں ہوگا[۱] ۔لیکن حملوا التوراۃ ثم، اتوا الزکوۃ ثم، ات ذا القربی، اور جئت شیئا میں بالخلف ادغام ہے[۲]،اور (ثاء) کا ادغام ت ذ س ش ض میں[۳] اور (ذال) کا ادغام ص س میں ہر جگہ ہوگا[۴] ،اور (لام) کا ادغام راء میں اور (راء) کا ادغام لام میں ہر جگہ ہوگا بشرطیکہ ماقبل متحرک ہو، جیسے کمثل ریح، سیغفر لنا[۵]، اور اگر ماقبل ان کے ساکن ہوتو سوائے قال کے لام کے، ادغام نہ ہوگا[۶]

---

۱ وَفِي عَشْرِهَا وَالطَّاءِ تُدْغَمُ تَائُهَا ....

۲ .... وَفِي احْرُف وَجْهَانِ عَنْهُ تَهَلَّلَا

فَمَعْ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ الزَّكَاةَ قُلْ   وَقُلْ آتِ ذَاالِ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ عَلَا

وَفِي جِئْتِ شَيْئًا.......... ....

۳ وَفِي خَمْسَةٍ وَهِيَ الْأَوَائِلُ ثَائُهَا ....

۴ .... وَفِي الصَّادِ ثُمَّ السِّيْنِ ذَالُ تَدْخَلَا

۵ وفي اللام راء وهى في الراء واظهرا   اذا انفتحا بعد المسكن منزلا

فائدہ: لیکن ان دونوں کے ماقبل ساکن ہونا اس وقت مانع ادغام ہے جبکہ دونوں بذات خود مفتوح ہوں، مثلاً الحمیر لترکبوھا، سبیل ربك ورنہ لام وراء دونوں جب مضموم یا مکسور ماقبل ساکن ہوں تو فتحہ کے بنسبت ضمہ و کسرہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے ماقبل کا سکون مانع ادغام نہ ہوگا مثلاً المصیر لا یکلف الله، فیقول ربی، بالذکر لما، من فضل ربی، وغیرہ میں ادغام ضرور ہوگا، جو اذا انفتحا بعد المسکن کے مفہوم مخالف سے نکلتا ہے۔

۶ سوی قال .... چونکہ کل قرآن کریم میں قال حرف راء سے قبل ۴۷ جگہ واقع ہوا ہے تو بوجہ کثرت وقوع باوجود ماقبل ساکن ہونے کے ادغام ہوتا ہے۔

(مثلاً فیقول رَبِّ میں ادغام نہ ہوگا جبکہ قال رب میں ہوگا) اسی طرح (نون) کا ادغام لام اور راء میں ہوتا ہے بشرطیکہ نون بعد حرف متحرک کے واقع ہو، جیسے اذ تأذن ربکم، لن نؤمن لك[1] مگر نحن کے نون کا ادغام ثابت ہے مثلاً نحن له مسلمون[2] اور یعذب کی باء کا ادغام صرف من یشاء کے میم میں ہوگا[3]۔

ہاء کنایہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

ہائے کنایہ واحد مذکر غائب کی ضمیر کو کہتے ہیں، یہ اصلاً مضموم ہوتی ہے مگر کسرہ یا یائے ساکنہ کے بعد واقع ہو تو مکسور ہوتی ہے، اگر ہائے کنایہ حرف متحرک سے پہلے واقع ہو اور ماقبل ساکن ہو تو ابن کثیر مکی بحالت وصل بالصلہ پڑھتے ہیں، جیسے لَارَیْبَ

---

[1] ...... ثم النون تدغم فیها ...... علی اثر تحریك ......

[2] .... سوی نحن مسجلا

فائدہ: نون نحن کا ماقبل ساکن ہونے کے باوجود ادغام کا ہونا کثرتِ استعمال اور ضمہ کی ثقالت کی وجہ سے ہے۔

[3] وَفِی مَنْ یَّشَاءُ بَایُعَذِّبُ حَیْثُ مَا أَتٰی مُدْغَمٌ فَادْرِ الْاُصُوْلَ لِتَاْصُلَا

فائدہ: یعذب من یشاء کی تخصیص سے معلوم ہو گیا کہ اور کسی جگہ باء کا میم میں ادغام نہ ہوگا، مثلاً: ان یضرب مثلاً، سنکتب ما قالوا، وکذب موسی، یعذب کی باء کے ادغام کیلئے وجہ تخصیص یہ ہے کہ ذال کے کسرہ کے بعد ضمہ ثقیل تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یعذب من کہ بعد یغفر لمن اور یرحم من میں جو دوسرا ادغام اس کے قریب ہی واقع ہے اس کی مناسبت سے اس میں بھی ادغام ہوا۔ عنایات ج ۱/- ص/۱۲۵

فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[1] اور ماقبل متحرک ہو تو جمیع قراء بالصلہ پڑھتے ہیں[2]۔ مستثنیات کے علاوہ[3]۔

مدفرعی کا بیان

جان تو اے عزیز!

مد متصل اور مد منفصل میں ورش حمزہ طول کرتے ہیں، اور مد متصل میں باقی قراء توسط کرتے ہیں[4]، اور مد منفصل میں قالون، دوری بصری بالخلف قصر کرتے ہیں، اور مکی

---

[1] وما قبله التسكين لابن كثير هم ....

[2] .... وما قبله التحريك للكل وصلاً

[3] مختلف قراء کے مختلف مستثنیات ہیں جن کو علامہ شاطبیؒ نے اسی بیان کے ذیل میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

[4] اِذا ألف أو ياء ها بعد كسرة أو الواو عن ضم لقي الهمز طولا

یہاں علامہ شاطبیؒ نے توسط طول کی تفصیل کو چھوڑ کر جمیع قراء کے یہاں صرف مطلق مد ہونے کو بیان فرمایا ہے، حالانکہ آپ کا طرز عمل حمزہ، ورش کیلئے طول اور باقی قراء کیلئے توسط پڑھانے کا رہا ہے، جیسا کہ علامہ سخاوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، ممکن ہے کہ شاطبیؒ اس کے ذریعہ ان لوگوں کا رد فرمانا چاہتے ہوں جن کو مد متصل میں بھی قصر کے ثابت ہونے کا وہم ہوا ہے، آپ اپنے اس طرز بیان سے یہ بتلانا چاہتے ہوں گے کہ روایات متواترہ میں کہیں بھی مد متصل میں قصر ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

سوسی بلا خلف قصر کرتے ہیں[۱] اور باقی قراء توسط کرتے ہیں[۲]، مد لازم کی چاروں قسموں میں تمام قراء کے نزدیک صرف طول ہے[۳]، مد عارض وقفی میں تمام قراء کے نزدیک طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں[۴]، حرف مدہ سے قبل اگر ہمزہ ہو تو ورش کے لئے تثلیث ہے یعنی قصر، توسط، طول کے ساتھ پڑھتے ہیں[۵]۔

ایک کلمہ کے دو ہمزہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

قاعدہ ۱ : ایک کلمہ میں دو ہمزہ مفتوحہ جمع ہوں، مثلاً ءَ أَنْذَرْتَهُمْ تو قالون، بصری، ہشام تسہیل مع الادخال کرتے ہیں[۶]، ہشام کے لئے وجہ ثانی تحقیق مع

---

۱ فان ینفصل فالقصر (ب)ادرہ (ط)البا بخلفهما (ی)رویك(د)راً ومخضلا

۲ اس شعر کے مفہوم مخالف سے مذکورہ قراء کے علاوہ کے لئے قصر کی ضد مد نکلتا ہے، اور مد نام ہے توسط وطول کا جس میں ورش، حمزہ کا طول تو بیان سخاوی سے متعین ہے لہٰذا باقون کے لئے توسط رہیگا۔

۳ وَعَنْ كُلِّهِمْ بِالْمَدِّ مَاقَبْلَ سَاكِنٍ ....

۴ .... وَعِنْدَ سُكُوْنِ الْوَقْفِ وَجْهَانِ اُصِّلَا

فائدہ: وجہان سے مراد ایک تشریح کے مطابق قصر اور مد ہے، اور مد کا اطلاق توسط وطول دونوں پر ہوتا ہے، جس کو مصنفؒ نے ''تینوں وجہیں جائز ہیں'' سے بیان فرمایا ہے۔

۵ وَمَابَعْدَ هَمْزٍ ثَابِتٍ اَوْ مُغَيَّرٍ فَقَصْرٌ وَقَدْ يُرْوٰى لِوَرْشٍ مُطَوَّلَا وَوَسَّطَهُ قَوْمٌ ....

فائدہ : لیکن کلمۂ ائمہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس میں دونوں ہمزہ اصلی ہونے کی وجہ سے الف فاصل کا ادخال نہ ہوگا۔

۶ وَتَسْهِيْلُ اُخْرٰى هَمْزَتَيْنِ بِكِلْمَةٍ سَمَا ....
وَمَدُّكَ قَبْلَ الْفَتْحِ ....(حـ)ـجَّةٌ (بـ)ـهَا(لـ)ـذُ

الادخال بھی ہے[1]، اور ورش مکی تسہیل محض کرتے ہیں[2]، ورش کے لئے وجہ ثانی ابدال بالمد بھی ہے[3]۔

قاعدہ ۲ : اور اگر پہلا ہمزہ مفتوح اور ثانی مکسور ہے مثلاً ءَ إِذَا تو قالون بصری کے لئے تسہیل مع الادخال ہے[4]، ورش، مکی کے لئے تسہیل محض ہے[5]، اور ہشام کے لئے تحقیق مع الادخال و تحقیق محض ہے[6]۔

قاعدہ ۳ : اور اگر پہلا ہمزہ مفتوح ثانی مضموم ہو، مثلاً: ءَ أُنْزِلَ تو قالون

---

[1] .... وبذات الفتح خلف (لـ)ـتجملا

فائدہ : خلف سے مراد یہاں تسہیل و تحقیق ہے، لہذا ہشام کے لئے تسہیل تو بیان کے پہلے ہی شعر سے اور تحقیق لفظ خلف سے اور دونوں کے ساتھ ادخال الف ومدك قبل الفتح سے ثابت ہے۔

وَمَدُّكَ قَبْلَ الْفَتْحِ ....(لـ)ـذ............

[2] شعر ۱ سے تسہیل،

ومدك قبل الفتح الخ کے مفہوم مخالف سے عدم ادخال نکلتا ہے۔

[3] وَقُلْ أَلِفًا عَنْ أَهْلِ مِصْرَ تَبَدَّلَتْ ......لِوَرْشٍ ....

[4] شعر ۱ سے تسہیل، ومدك قبل الفتح، والكسر (حـ)جة.. (بـ)ـها سے ادخال

[5] شعر ۱ سے تسہیل۔ ومدك قبل الفتح الخ کے مفہوم مخالف سے عدم ادخال نکلتا ہے۔

[6] شعر ۱ کے مفہوم مخالف سے تحقیق اور رہا ادخال وعدم ادخال تو وہ...... ......وقبل الكسر خلف (لـ)ـه ولا............ سے

کے لئے صرف تسہیل مع الادخال ہے[۱]، اور بصری کے لئے تسہیل مع الادخال و تسہیل محض ہے[۲]، ورش، مکی کے لئے تسہیل محض ہے[۳]، اور ہشام کے لئے تحقیق محض تحقیق مع الادخال اور تسہیل مع الادخال ہے[۴]، لیکن ءَ اُنَبِّئُكُمْ میں جو آل عمران میں ہے، اس میں ہشام کے لئے تحقیق محض و تحقیق مع الادخال یہی دو وجہیں ہیں[۵]۔

نوٹ : اس کلیہ کی بھی تین مثالیں قرآن کریم میں ہیں، ءَ اُنَبِّئُكُمْ آل عمران میں أَأُنْزِلَ سورۂ ص میں ءَ اُلْقِيَ سورۂ قمر میں جن میں آل عمران میں ہشام کے لئے دو وجہیں اور بقیہ دو میں تین تین وجہیں ہیں۔

☆☆☆

---

۱ شعر ا سے تسہیل۔ ومدك قبل الضم .... برا ...... سے ادخال

۲ شعر ا سے تسہیل۔ ومدك قبل الضم .... (حـ) بِبُبُهُ .... بِخُلْفِهِمَا سے ادخال وعدم ادخال۔

۳ شعر ا سے تسہیل اور مدك قبل الضم الخ کے مفہوم مخالف سے عدم ادخال۔

۴ وتسہیل اخری ہمزتین بکلمۃ ۔اسما کے مفہوم مخالف سے تحقیق اور مدک قبل الضم لبی حبیبه بخلفهما کے ادخال وعدم ادخال اور وفی الباقون کقالون سے تسہیل مع الادخال اس طرح ہشام کے لئے تین وجہیں نکلیں۔

۵ شعر ا کے مفہوم مخالف سے تحقیق اور مدك قبل الضم (لـ) بی .. بخلفهما (لـ) بی سے ادخال وعدم ادخال، جس سے مجموعی طور پر ہشام کے لئے دو وجہیں نکلیں۔
(۱) تحقیق بلا ادخال (۲) تحقیق مع الادخال

ہمزتین فی کلمتین متفق الحرکت کا بیان

جان تو اے عزیز!

اجتماع ہمزتین فی کلمتین کی دوصورتیں ہیں، متفق الحرکت مختلف الحرکت۔

قاعدہ ۱ : متفق الحرکت مفتوحتین، مثلاً جَاءَ أَحدٌ میں قالون، بزی اور بصری ہمزۂ اولی کا اسقاط کرتے ہیں[۱]، ورش، قنبل ہمزۂ ثانیہ میں تسہیل وابدال کرتے ہیں[۲]، لیکن بصورتِ ابدال تثلیث نہ ہوگی، باقی قراء بالتحقیق پڑھتے ہیں[۳]۔

قاعدہ ۲ : متفق الحرکت مضمومتین، مثلاً اولیاءُ أُولئك قالون، بزی ہمزۂ اولی کی تسہیل کرتے ہیں[۴]، ورش، قنبل ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل کرتے ہیں، اوران کے لئے ہمزۂ ثانیہ کا واو ساکنہ سے ابدال بھی ہے[۵]، بصری کے لئے ہمزۂ اولی کا اسقاط ہے[۶]۔

قاعدہ ۳ : متفق الحرکت مکسورتین، مثلاً: من السماءِ اِن قالون ، بزی

---

۱ واسقط الاولی فی اتفاقهما معاً اذا کانتا من کلمتین فتی العلا
وقالون والبزی فی الفتح وافقا ....

۲ والاخری کمد عند ورش وقنبل وقد قیل محض المد عنها تبدلا
تسہیل ابدال

۳ مذکورہ بیان کے مفہوم مخالف سے باقون کے لئے تحقیق نکلتی ہے۔

۴ .... وفی غیرہ کالیاء وکالواو سہلا (قالون، بزی)

۵ والاخری کمد عند ورش وقنبل الخ ....

۶ واسقط الاولی الخ ....

ہمزۂ اولی کی تسہیل کرتے ہیںؒ، ورش، قنبل ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل وابدال بالمد کرتے ہیںؒ، البتہ ھؤلاءِ اِن، والبغاءِ اِن میں ورش ہمزۂ ثانیہ کو یائے مختلسہ کے ساتھ پڑھتے ہیںؒ، ابوعمرو بصری ہمزۂ اولی کا اسقاط کرتے ہیںؒ۔

ہمزتین فی کلمتین مختلف الحرکت کا بیان

جان تو اے عزیز!

قاعدہ ۱: جب دو ہمزہ دو کلموں میں واقع ہوں اور پہلا مفتوح ثانی مکسور ہو مثل شُهَدَاءَ اِذ یا پہلا مفتوح ثانی مضموم ہو، مثل جَاءَ اُمَّةٌ تو ان دونوں صورتوں میں نافع، مکی، بصری تسہیل کرتے ہیںؒ۔

قاعدہ ۲: اور اگر پہلا ہمزہ مضموم ثانی مفتوح ہو، مثل نشاءُ أَصبنا تو نافع، مکی بصری کے لئے ہمزۂ ثانیہ کا واو سے ابدال ہوگا۔

قاعدہ ۳: اور اگر پہلا ہمزہ مکسور ثانی مفتوح ہو، مثل والسماءِ اَوِ ئتنا تو

---

۱ .... وفی غیرہ کالیا و کالواو سهلا

۲ والاخری کمد الخ ....

۳ وفی هؤلاء ان والبغاء ان لورشهم بیاء خفیف الکسر بعضهم تلا

فائدہ: یہاں یائے مختلسہ سے مراد یائے مکسورہ ہے۔

۴ واسقط الاولی الخ ....

۵ وتسهیل الاخری فی اختلافهما سما تفیء الی مع جاء امة انزلا

.... قل کالیاء وکالواو سهلا

نافع، مکی، بصری کے لئے ہمزۂ ثانیہ کا یاء سے ابدال ہوگا۔

قاعدہ ۴: اور اگر پہلا ہمزہ مضموم ثانی مکسور ہو مثلاً: یشاءُ اِلی تو نافع، مکی، بصری کے لئے تسہیل اور ابدال بالواو دونوں مروی ہے[۲]۔

مذکورہ مختلف الحرکت والی تمام صورتوں میں باقی قراء کے لئے دونوں ہمزہ کی تحقیق ہوگی[۳]۔

ہمزۂ منفردہ ساکنہ ومتحرکہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

ورش ہمزۂ منفردہ ساکنہ کا جبکہ فاء فعل واقع ہو، ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے ابدال کرتے ہیں، مثلاً یؤمنون[۴] لیکن الایواء کے مشتقات میں ابدال نہ ہوگا[۵]، اور سوسی بالعموم خواہ ہمزہ فاء، عین، لام کلمہ میں کسی جگہ ہو، بلا لحاظ رسم بہر حال ابدال کرتے ہیں[۶]، اپنے مخصوص مستثنیات کے علاوہ[۷]۔

---

[۱] نشاء اصبنا والسماء اوئتنا ....
ونوعان منها ابدلا منهما ....

[۲] وقل .... یشاءُ اِلی کالیاء اقیس معدلا
وعن اکثر القراء تبدل واوها ....

[۳] اوپر کے اشعار کے مفہوم مخالف سے باقون کے لئے تحقیق نکلتی ہے۔

[۴] اذاسکنت فاء من الفعل همزة فورش یریها حرف مد مبدلا

[۵] سوی جملة الایواء............ ....

[۶] (ویبدل) للسوسی کل مسکن من الهمز مداً............

[۷] اسباب خمسہ کی وجہ سے تیرہ کلمات سوسی کے یہاں ابدال سے مستثنیٰ ہیں، جو پینتیس ۳۵ جگہ آئے ہیں، جن کو علامہ شاطبیؒ نے مذکورہ بیان کے تحت شعر نمبر ۳/۴/۵/۶/۷ میں بیان فرمایا ہے۔

ہمزۂ منفردہ متحرکہ مفتوحہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

ہمزۂ مفتوحہ جبکہ فاء کلمہ کی جگہ ہو، اور بعد ضمہ کے واقع ہو، تو ورش واوٴ مفتوحہ سے ابدال کرتے ہیں، جیسے یُؤَذِّنُ سے یُوَذِّنُ[1] وغیرہ۔

ہمزۂ متحرکہ ماقبل ساکن کے نقل حرکت کا بیان

جان تو اے عزیز!

جبکہ حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزۂ قطعیہ متحرکہ دوسرے کلمہ میں واقع ہو، تو اس کو مفصول عام کہتے ہیں، مثلاً: قد افلح، خلوا الی، اور لام تعریف کے بعد ہمزۂ متحرکہ واقع ہو، اس کو مفصول خاص کہتے ہیں، مثلاً الارض، الاخرة .

اب جان لے کہ ورش ہمزۂ متحرکہ کی حرکت کو ماقبل کی طرف نقل کر کے ہمزہ کو حذف کر دیتے ہیں[2] بشرطیکہ وہ ساکن حروف مدہ اور میم جمع نہ ہو[3]۔

☆☆☆

---

[1] .... والواو عنه إن تفتح اثر الضم نحو مؤجلا

[2] وحرك لورش كل ساكن اٰخر صحيح بشكل الهمز واحذفه مسهلا

[3] ساکن صحیح کہہ کر غیر صحیح یعنی حروف مدہ کو نکال دیا، کہ ان میں نقل نہیں ہے، اور میم جمع میں نقل نہ ہونے کی وجہ اس میں صلہ کا ہونا ہے، جیسے علیکم انفسکم، جس کو امام شاطبیؒ نے سورۂ ام القرآن کے تحت شعر ۵ میں بیان فرمایا۔

تحقیق وسکتہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

مفصول عام میں خلف کے لئے سکتہ بالخلف ہے[1]، تحقیق مقدم ہے، مفصول خاص اور شیٔ اور شیئا میں صرف سکتہ ہے[2]، اور خلاد کیلئے مفصول عام میں صرف تحقیق ہے[3]، اور مفصول خاص اور شیٔ شیئا میں سکتہ بالخلف ہے[4]، سکتہ مقدم ہے تحقیق پر،

فائدہ: امام حمزہ کیلئے سکتہ کے باب میں دو روایتیں ہیں، (۱) مفصول عام، مفصول خاص، شیئٍ اور شیئاً میں صرف خلف کیلئے سکتہ ہے، (جس سے یہ معلوم ہوا کہ خلاد کیلئے ان تینوں میں صرف تحقیق ہے) (۲) پورے امام حمزہ سے مفصول خاص او شیئٍ شیئاً میں سکتہ منقول ہے، جس سے مفصول عام میں خلف کیلئے تحقیق نکلی، اس وقت عمل دونوں روایتوں کو جمع کر کے پڑھنے کا ہے، مصنفؒ نے اسی کے پیش نظر خلف خلاد کے مذہب کو بیان فرمایا ہے۔

[1] .... وعنده روی خلف فی الوصل سکتا مقللا

(۱) عندہ کی ضمیر کا مرجع ساکن آخر صحیح ہے، مراد مفصول عام وخاص ہے، تو یہاں سے مفصول عام میں خلف کیلئے سکتہ نکلا۔

(۲) مذکورہ شعر سے سکتہ ثابت ہوا رہی وجہ ثانی (تحقیق) تو وہ ......

.. وبعضهم لدی اللام للتعریف عن حمزة تلا کے مفہوم مخالف سے نکلتی ہے۔

[2] ویسکت فی شیء وشیئا وبعضهم لدی اللام للتعریف عن حمزة تلا

[3] .... وعنده روی خلف فی الوصل سکتا مقللا

خلف کی تعیین سے یہ نکل آیا کہ خلاد کیلئے اسمیں (مفصول عام) سکتہ نہیں ہے۔

[4] وعنده سے مراد مفصول عام وخاص دونوں ہیں، لہٰذا "روی الخلف" میں خلف کی تعیین کے مفہوم مخالف سے خلاد کیلئے مفصول خاص میں تحقیق نکلتی ہے "وبعضهم لدی اللام للتعریف عن حمزة تلا" سے سکتہ نکلتا ہے، نیز ویسکت کی ضمیر کا مرجع خلف ہے، لہٰذا اس کے مفہوم مخالف سے بھی خلاد کیلئے تحقیق نکلتی ہے، اور وبعضهم .. لدی اللام للتعریف عن حمزة تلا ..وشیئ شیئا لم یزد سے سکتہ نکلتا ہے۔

لیکن بحالت وقف شیئٌ شیئاً میں تخفیفاً صرف نقل وادغام ہے، سکتہ غیر مقروٴ ہے، لہٰذا سکتہ نہ ہوگا[1]۔

وقف حمزہ وہشام کا بیان

جان تو اے عزیز!

کلمہ موقوفہ اگر مہموز ہے، تو حمزہ وہشام بحالت وقف ایسے ہمزہ میں مختلف انواع سے تغیرات کرتے ہیں، ان تغیرات کو تخفیفِ ہمزہ کہتے ہیں، تخفیف ہمزہ کا اطلاق ابدال، نقل، تسہیل، ادغام وحذف پر ہوتا ہے، تخفیف رسمی کی صورت میں صرف ابدال برسمہ اور حذفِ ہمزہ پر ہوتا ہے۔

ہمزہ کی باعتبار محل وقوع تین قسمیں ہیں، مبتدءہ، متوسطہ، متطرفہ، ﴿مبتدئہ﴾ جو شروع کلمہ میں ہو۔ ﴿متوسطہ﴾ جو اول اور اخیر میں نہ ہو، ﴿متطرفہ﴾ جو اخیر کلمہ میں واقع ہو، ہمزۂ مبتدءٔ کا حکم بتلا دیا گیا۔

اب جان لے کہ ہمزۂ متوسطہ حقیقی ہو یا حکمی صرف امام حمزہ سے تخفیف مروی

---

[1] وحرك به ماقبله متسكنا سے نقل اور "وماواواصلی تسکن قبله۔ اوالیاء فعن بعض بالادغام حملا سے ادغام نکلتا ہے (باب وقف حمزہ وہشام)

فائدہ: مفصول خاص میں وقفاً خلف کیلئے نقل وسکتہ اور خلاد کیلئے بھی یہی دو وجہیں ہیں، مفصول عام میں وقفاً خلف کیلئے تحقیق، سکتہ، نقل اور خلاد کیلئے تحقیق ونقل ہے، (ملخصاً احیاء المعانی جلد اول)

وعن حمزة فی الوقف خلف وعنده روی خلف فی الوصل سکتا مقللا
وحرك به ماقبله متسكناً واسقطه حتی یرجع اللفظ اسهلا

ہے[1] اور ہمزۂ متطرفہ کی تخفیف میں ہشام حمزہ دونوں شریک ہیں[2]۔

قاعدہ ۱ : اس کے بعد جان کہ ہمزۂ متوسطہ ومتطرفہ اگر ساکن ہو، خواہ اس کا سکون اصلی ہو یا عارضی اور ماقبل اس کا متحرک ہو، تو متوسطہ میں صرف حمزہ اور متطرفہ میں ہشام حمزہ دونوں ماقبل کی حرکت کے موافق ہمزۂ ساکنہ کا ابدال کرتے ہیں، جیسے: یُؤْمِنُوْنَ، یَاْلَمُوْنَ، اَلذِّئْبُ، اِقْرَاْ، نَبِیءْ، هَیِّءْ، اَلْمَلَأْ، اِمْرِئُ، مَلْجَاً[3]

لیکن کلمہ رئیاً اور تؤوی میں ادغام بالخلف ہے[4] اور اَنْبِئْهُمْ، نَبِّئْهُمْ میں ابدال کے بعد یا کی وجہ سے ہاء کو بالکسر بھی پڑھتے ہیں[5]۔

قاعدہ ۲: اور اگر ہمزۂ متوسطہ ومتطرفہ متحرک ہو، اور ماقبل ساکن ہو لیکن یہ ساکن مدہ نہ ہو، نیز (الف واو) یا (یائے زائدہ) نہ ہو، تو متوسطہ میں صرف حمزہ اور

---

[1] وحمزة عند الوقف سهل همزه اذا كان وسطا او تطرف منزلا

[2] .... ومثله يقول هشام ماتطرف مسهلا

[3] فابدله عنه حرف مد مسكنا ومن قبله تحريكه قد تنزلا

[4] ورئيا على اظهاره وادّغامه ....

نوٹ : مذکورہ دونوں کلمات میں ابدال تو ہوگا مگر بعد ابدال کے ادغام میں خلف ہے، یعنی اظہار وادغام دونوں صحیح ہے، مثلاً رِءْیًا رِیًّا، رُءْیَا کا بھی یہی حکم ہے۔

[5] .... وبعض بكسر الهاء لياء تحولا

چونکہ علامہ شاطبی علیہ الرحمہ نے ابدال کے بعد ہاء کے کسرے کو لفظ بعض سے بیان فرمایا ہے، اسلئے مطلب یہ ہے کہ صحیح دونوں ہیں، البتہ ضمۂ ہاء جمہور کا مسلک ہے، اور ابوالفتح کا طریق ہے، تو ہاء کا کسرہ ابن غلبون کا طریق ہے، علامہ جزریؒ والضم هو القیاس فرما کر ضمہ کو قرین قیاس فرما رہے ہیں۔

متطرفہ میں حمزہ وہشام دونوں ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے دیتے ہیں، اور ہمزہ کو حذف کر دیتے ہیں، مثلاً یَجْئَرُوْنَ اور یَسْئَمُوْنَ سے یَجَرُوْن اور یَسَمُوْن اور مَسْئُوْلاً سے مَسُوْلاً اور اَلْقُرْاٰنَ سے اَلْقُرَانَ اور دِفْءٌ سے دِفٌ اور اَلْخَبْءُ سے الخَبُ اور سَوْاٰتِهِمَا سے سَوَاتِهِمَا اور مَوْئِلاً سے مَوِلاً اور شَيْءٌ سے شَيٌ اور سَوْءٌ سے سَوٌ، اَلسَّوْءُ سے اَلسَّوُ، سِيْئَتْ سے سِيَتْ اور جِيْءَ سے جِيَ اور سِيْءَ سے سِيَ[1] لیکن اگر ہمزۂ متوسطہ متحرکہ کے ماقبل ساکن واو یا یائے اصلی واقع ہوں، (مدہ ہو یا غیر مدہ) تو اس صورت میں ابدال کے بعد ادغام مروی ہے، جیسے سَوْاٰتِهِمَا سے سَوّاتِهِمَا، شَيْئٌ سے شَيٌّ، اَلسَّوْءُ سے اَلسَّوُّ، سِيْئَتْ سے سِيَّتْ، جِيْئَ سے جِيَّ، سِيْئَ سے سِيَّ، سُوْءَ سے سُوَّ[2]۔

قاعدہ ۳: اور اگر ہمزۂ متوسطہ متحرکہ ہو، اور ماقبل ساکن الف ہو، تو فقط حمزہ تسہیل کرتے ہیں، جیسے جاءهم، اباءهم، الملائكة[3]۔

---

[1] وحرك به ما قبله متسكنا واسقطه حتى يرجع اللفظ اسهلا

[2] وما واو اصلي تسكن قبله او الياء فعن بعض بالادغام حملا

فائدہ:- (۱) متوسطہ کے ساتھ متطرفہ کا بھی یہی حکم ہے، چنانچہ مثالیں دونوں طرح کی ہیں (۲) فعن بعض سے اشارہ یہ ہے کہ ماسوا بعض دوسرے نقل کرتے ہیں، اس طرح صورت مذکورہ میں نقل وادغام دو وجہ ہیں، تاکہ اصلیہ اور زائدہ میں تمیز ہو جائے کہ زائدہ میں محض ادغام ہے۔

[3] سوى انه من بعدما الف جرى يسهله مهما توسط مدخلا

قاعدہ ۴: اور اگر ہمزہ متطرفہ متحرکہ ہے، تو اب ہشام، حمزہ دونوں اسی ہمزہ کو الف سے بدل دیتے ہیں، اب دو الف جمع ہوئے، لہٰذا اجتماع ساکنین کی وجہ سے اگر پہلا الف حذف کیا جائے، تو قصر ہی ہوگا، اور اگر ثانی الف حذف کیا جائے، تو قصر اور مد دونوں جائز ہیں[۱]، بر بنائے مذہب ہشام وحمزہ توسط اور طول پڑھنا ثابت ہے۔

قاعدہ ۵: اور اگر ہمزۂ متوسطہ یا متطرفہ متحرک کے ماقبل واؤ یا یاء ساکنہ زائدتین واقع ہوں، تو اس صورت میں متوسطہ میں صرف حمزہ اور متطرفہ میں حمزہ وہشام دونوں سے صرف ابدال وادغام مروی ہے، جیسے خطیئته سے خطیته، قروءة سے قروّة، بریٓءٌ سے بریّ، النسیْءُ سے النسیّ، هنیئاً سے هنیاً[۲].

قاعدہ ۶: اور اگر ہمزۂ متحرکہ بعد حرکت کے واقع ہو، تو نو[۹] صورتیں ہیں، ہمزہ مفتوحہ بعد حرکات ثلاثہ جیسے سَألتهم ، یُؤَیِد ، خاطِئَه ، ہمزہ مکسورہ بعد حرکات ثلاثہ مثلاً، خاطِئین ، بَئِیس ، سُئِلوا ہمزۂ مضمومہ بعد حرکات ثلاثہ، مثلاً رُؤُسکم ، رؤُف ، مستهزؤن.

﴿۱﴾ اس کے بعد جان کہ جو ہمزۂ مفتوحہ بعد کسرہ ہو، اس کو صرف یاء سے ابدال کرتے ہیں، جیسے خاطئَة ناشئَة سے خاطِیَةٌ ناشِیَةٌ اور مائة سے مِیَة ،

﴿۲﴾ اور جو ہمزۂ مفتوحہ بعد ضمہ کے واقع ہو، اس کو واؤ سے ابدال کرتے ہیں، جیسے یُؤَلِّف سے یوَلِّف، یؤَید سے یوَیِّدُ، یُؤَخِرُ سے یُوَخِرُ ، مؤَجلاً سے مُوَجَّلاً[۳]،

---

۱ ویبدله مهما تطرف مثله ویقصر او یمضی علی المد اطولا

۲ ویدغم فیه الواو والیاء مبدلا اذا زیدتا من قبل حتی یفصلا

۳ ویسمع بعد الکسر والضم همزه لدی فتحه یاءً واوًا محولا

﴿۳﴾ اور ہمزہ مضمومہ ماقبل مکسور اور ہمزۂ مکسورہ ماقبل مضموم میں تسہیل ابدال دونوں ہیں، تسہیل عند السیبو یہ وابدال عند الاخفش ، اور ابدال کی صورت میں سئلوا سے سولو، سُئِلَ سے سُوِلَ، فمالئو سے فمالیون، انبئونی سے انبیونی[۱]، باقی پانچ صورتوں میں بالاتفاق تسہیل ہے[۲]۔

قاعدہ ۷: جوہمزۂ متوسطہ بزوائد ہو، یعنی ہاء تنبیہ یاء ندا اور لام (خواہ جارہ ہو، تاکید کا ہو یا ابتدائیہ ہو) ہمزہ سین فاء باء کاف واؤ لام تعریف کی وجہ سے متوسطہ ہو گیا، اس میں تسہیل و تحقیق دونوں مروی ہے[۳]، لیکن اگر ہمزۂ مفتوحہ بعد الکسر ہو تو یاء مفتوحہ سے ابدال بھی ہوگا جیسے لابویہ سے لیبویہ[۴]، اسی طرح ہمزۂ مضمومہ بعد

---

[۱] .... والاخفش بعد الکسر ذا الضم ابدلا
بیاء وعنہ الواو فی عکسہ ....
اور سیبویہ کی تسہیل ۔ومن حکی فیھما کالیاء وکالواو اعضلا سے نکلتی ہے

[۲] وفی غیر ھذا بین بین ....

[۳] وما فیہ یلفی واسطاً بزوائد دخلن علیہ فیہ وجھان اعملا

فائدہ: وجہان سے تحقیق و تسہیل مراد ہے ۔البتہ بیان تسہیل سے لغوی تسہیل مراد ہے، نہ کہ اصطلاحی، لہٰذا تخفیف کے معنی مراد ہو کر حسب قاعدہ ، یہ تخفیف ابدال، نقل اور تسہیل اس طرح مختلف صورتوں میں سے کوئی ایک صورت سے ہوگی اور وجہ ثانی تحقیق ہوگی۔

کما ھا و یاء واللام والباء ونحوھا ولامات تعریف لمن قد تاملا

[۴] وما فیہ یلفی الخ سے وجہ اول تحقیق نکلتی ہے، اور وجہ ثانی ابدال۔

ویسمع بعدالکسر والضم ھمزہ لدی فتحہ یاءً و واواً محولا سے نکلتی ہے،

فائدہ: ''ابدال بھی ہوگا'' سے مراد ابدال و تحقیق ہے، اور تسہیل نہیں ہے۔

الکسر ہو، تو یاء مضمومہ سے ابدال ہوگا اور وجہ ثانی تحقیق ہے، جیسے لِأَوْلَاهم سے لِيُوْلَاهُم ، لِأَخْرَاهُم سے لِيُخْرَاهُم[1]، لام تعریف کا حکم یہ ہے کہ تخفیف نقل کے ساتھ ہے[2]۔

ترقیق راء کا بیان

جان تو اے عزیز!

سیدنا ورشؒ رائے مفتوحہ، مضمومہ، متوسطہ اور متطرفہ، منونہ ہو یا غیر منونہ، مخففہ ہو یا مشددہ ہو، جس کے ماقبل اس کلمہ میں کسرۂ لازمہ یا یاء ساکنہ پائی جاوے خواہ کسرہ اور راء کے درمیان کوئی حاجز ہو، تو اس راء کو باریک پڑھتے ہیں، جیسے الآخرة، خیرات، الذکر[3]، لیکن اگر ماقبل راء کے کسرہ اصلی نہ ہو، یا راء مذکورہ کے بعد کوئی حرف مستعلیہ واقع ہو اگرچہ الف فاصل ہو، جیسے الصراط، صراط، اعراض، فراق، اشراق[4]، یا کسرہ اور راء کے درمیان خاء کے سوا کوئی حرف مستعلیہ فاصل ہو، جیسے اِصْراً، مِصْراً، وِقْراً[5]، یا راء کلمات عجمیہ میں واقع ہو جیسے ابراهیم، اسرائیل،

---

[1] والاخفش بعد الکسر ذاالضم ابدلا بیاء..............................

[2] وحرك به ما قبله متسکنا واسقطه حتی یرجع اللفظ اسهلا

فائدہ : لام تعریف میں وجہ اول نقل ہے تو وجہ ثانی تحقیق ہے جو سکتہ سے ادا ہوگی۔

[3] ورقق ورش کل راء وقبلها مسکنةً یاءٌ اوالکسر موصلا
ولم یر فصلا ساکنا بعد کسرة ....

[4] وما بعد کسر عارض...... ....
وما حرف الاستعلاء بعدُ فراؤه لکلهم التفخیم فیها تذللا

فائدہ : وما حرف الخ کے عموم میں راء ساکنہ وغیر ساکنہ، نیز راء و مستعلیہ کے مابین الف فاصل کا ہونا اور نہ ہونا بھی صورتیں داخل ہیں، بشرطیکہ راء کے بعد مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو۔

[5] ولم یر فصلا ساکنا بعد کسرة سوی حرف الاستعلاء سوی الخاء فکمّلا

عمران، یا ایک کلمہ میں راءمکرر واقع ہو، جیسے فِرَاراً، اِسْرَاراً، مِدْرَاراً.

تو سیدنا ورش سے بھی جمیع قراء کے موافق راء مفخم مروی ہے[1]، اور جو کلمات غیر مشددہ فعلاً کے وزن پر ہوں جیسے ذِکْراً، وِزْراً، صِہْراً، سِتْراً، حِجْراً[2]، اسی طرح حیران کی راء میں ترقیق بالخلف ہے، البتہ تفخیم مقدم ہے[3]۔

تغلیظ لام کا بیان

جان تو اے عزیز!

تغلیظ لام پُر پڑھنے کو کہتے ہیں، اب جان لے کہ ہر لام مفتوحہ، مخففہ ہو یا مشددہ جبکہ اس کے ماقبل ص، ط، ظ میں سے کوئی حرف مفتوحہ یا ساکنہ واقع ہو، تو سیدنا ورشؒ سے تغلیظ لام بلا خلف مروی ہے، جیسے الصلٰوۃ، صلی، اصلاحاً، طلقتم، ظلام وغیرہ[4]، ہاں اگر مذکورہ حروف اور لام کے درمیان الف فاصل ہو، جیسے فصالاً، طال، یا لام پر وقف کردیا جاوے، جیسے یوصل، بطل، ظل تو تغلیظ لام بالخلف

---

[1] وفخمها فی الاعجمی وفی ارم وتکریرها حتی یری متعدّلا

[2] وتفخیمه ذکراً وستراً وبابه لدی جلة الاصحاب أَعْمَرُ أَرْحَلَا

فائدہ : اعمر اسم تفضیل ہے جس کے معنی بہت آباد۔ ارحلا باعتبار منزل کے، شاطبیؒ نے تفخیم کے لئے اعمر، ارحلا کہہ کر اسی کی تقدیم کی طرف اشارہ کردیا۔

[3] .... وحیران بالتفخیم بعض تقبلا

[4] وغلظ ورش فتح لام لصادها او الطاء او للظاء قبل تنزلا

اذا فتحت او سکنت کصلاتهم ومطلع ایضاً ثم ظل ویوصلا

مروی ہے[۱] لیکن تغلیظ افضل ہے[۲]، ذوات الیاء غیر فواصل میں فتح کے ساتھ تغلیظ اور امالہ کے ساتھ ترقیق ہے اس لئے کہ تغلیظ اور امالہ ضدین جمع نہیں ہو سکتے[۳]، سیدنا ورشؒ سے فواصل میں بوجہ امالہ صرف ترقیق ہے[۴] اسلئے کہ سیدنا ورشؒ سے رؤوس الآیۃ میں ترکِ امالہ مروی نہیں ہے، لہٰذا تغلیظ بھی نہیں ہے۔

خلف کے ادغام تام کا بیان

جان تو اے عزیز!

نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر واو یا یاء آئے، تو خلف سے ادغامِ تام مروی ہے[۵]، باقی احوال کحفص ہیں۔

امالہ کی تعریف اور اس کے اقسام کا بیان

جان تو اے عزیز!

امالہ کے لغوی معنی مائل کرنا اور اصطلاح قراء میں امالہ یہ ہے کہ فتحہ کو کسرہ کی

---

۱ وفی طال خلف مع فصالا وعندما یسکن وقفا..............

۲ ...... ''...... ''...... ''...... '' ...... ''...... ''والمفخم فضلا

۳ وحکم ذوات الیاء منها کهذه یعنی اوپر کی طرح اس میں بھی بالخلف تغلیظ ہے جس میں بر بناء اصل تغلیظ اور بوجہ امالہ ترقیق ہے۔

۴ .... وعند رؤوس الآیة ترقیقها اعتلا

۵ .... وفی الواو والیاء دونها خَلَفٌ تلا

طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھنا۔

اگر یہ میلان یاء کی طرف زیادہ ہو، تو امالہ کبری اور اضجاع کہتے ہیں، اور اگر یاء کی طرف میلان کم اور الف کی طرف زیادہ ہو، تو اس کو تقلیل اور امالہ صغری کہتے ہیں، اور صرف فتحہ کو کسرہ کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے، تو یہ امالہ بالحرکت ہے، ان سب کی ضد فتح ہے۔

امالۂ کبری اور تقلیل کا بیان

جان تو اے عزیز!

قاعدہ ۱: کہ کلمات ذوات الیاء کے الفات متطرفہ خواہ مرسوم بالیاء ہوں یا نہ ہوں جیسے **الھوی** ، **الھدی**، **الزنا**، اور الفات تانیث جیسے **الدنیا** ، **الانثی**[۲]، اور وہ الفات متطرفہ جو مرسوم بالیاء ہوں جیسے **متی** ، **بلی** ، **عسی** ، یائی ہوں یا واوی[۳]، اور ان کلمات کے الفات جو مزید بن جانے سے ذوات الیاء ہو گئے ہوں جیسے **الادنی**، **الاعلی**، **الازکی**[۴]۔

ان تمام الفات میں حمزہ کسائی امالۂ کبری کرتے ہیں[۵] اور سیدنا ورشؒ کے لئے

---

۱ وحمزة منهم والكسائي بعده أما الاذوات الياء حيث تاصّلا
۲ .... وفى الف التانيث فى الكل ميلا
۳ وما رسموا بالياء............ ....
۴ وكل ثلاثي يزيد فانه ممال............
۵ وحمزة منهم والكسائي بعده أما لا ذوات الياء حيث تاصلا

اس کے بعد ناظم نے مذکورہ چاروں صورتوں کو بیان فرمایا ہے۔

ب البتہ سور احدی عشر میں سے تلاھا، طحاھا، دحاھا اور سجی میں صرف کسائی سے امالہ ہے

ذوات الیاء میں اور رؤس الآیہ کے ذوات الیاء میں جو ہاء کے ساتھ ہو جیسے دَحٰھَا، طَحٰھَا، تَلٰهَا میں بالخلف تقلیل ہے[۱]، البتہ ذوات الیاء کے رؤس الآیۃ میں جو ہاء کے ساتھ نہ ہوں اور ذوات الراء میں سیدنا ورشؒ کے لئے بلا خلف تقلیل ہے[۲]۔

قاعدہ ۲: اور ذوات الیاء میں جو فَعلی، فِعلی، فُعلی کے وزن پر ہو اسی طرح گیارہ سورتوں[۳] کے فواصل کے الفات متطرفہ میں (خواہ مذکورہ اوزان پر ہو یا نہ ہو) بصری کے لئے بلا خلف تقلیل ہے[۴]۔

قاعدہ ۳: اور ذوات الراء کے الفات متطرفہ میں خواہ کسی وزن پر ہوں، اسم ہو یا فعل بصری کے لئے مطلقاً کبری ہے، جیسے بشریٰ، ذکریٰ، نصاری، سکاریٰ، اشتریٰ[۵] لیکن سورۂ یوسف کے بشریٰ میں فتح تقلیل اور امالہ تینوں ہے اور پڑھنے میں ترتیب یہی ہے[۶]۔ اور ان الفات میں حمزہ کسائی کے لئے امالۂ کبری ہے[۷]۔

---

۱ .... وذوات الياء له خلف جملا
.... غير ماها فيه فاحضر مكملا

۲ وذوالراء ورش بين بين ....
ولكن رؤوس الآى قد قل فتحها ....

۳ طه، نجم، معارج، قيامه، نازعات، عبس، اعلى، الشمس، والليل، والضحى، علق،

۴ وكيف اتت فعلى وآخر آى ما تقدم للبصرى ....

۵ ....سوى راهما اعتلا

۶ ....وكلاهما عن ابى العلاء والفتح عنه تفضلا

۷ وما بعد راء (شـ)ـاع (حـ)ـكما ....

فاعدہ [۱] : اور اگر کلمات ذوات الراء کے الفات قبل السکون ہوں، تو سوسی کے لئے بحالت وصل بالخلف امالہ بالحرکت ہے جیسے نَرَی اللّٰہ[۱]

ان کلمات کے امالہ کا بیان جو بوجہ کسرہ ہو

جان تو اے عزیز!

وہ الفات جس کے بعد راء متطرفہ حقیقیہ مجرور ہو، اور کافرین الکافرین میں ابوعمرو بصری اور دوری علی امالۂ کبری کرتے ہیں[۲]، اور ورشؒ سے بلا خلف تقلیل مروی ہے جیسے ابصارھم، اثارھم، النار، القھار وغیرہ[۳]، اور الناس مجرور میں صرف دوری بصری نے بلا خلف امالہ کیا ہے[۴]۔

اور وہ الفات جو بین الرائین واقع ہوں تو ابوعمرو بصری اور کسائی کے لئے امالہ کبری اور ورشؒ وحمزہ کے لئے بلا خلف تقلیل ہے جیسے الابرار، القرار، الاشرار وغیرہ[۵]۔

---

[۱] وقبل سکون .. وذو الراء فیه الخلف فی الوصل (یـ)جتلا

[۲] وفی الفات قبل راء طرف أتت بکسر أمل (تـ)دعی (حـ)مید او تقبلا
ومع کافرین الکافرین بیائه ....

[۳] .... وورش جمیع الباب کان مقللا

فائدہ: جمیع الباب سے مراد وہ سارے کلمات ہیں جو حاشیہ [۲] کے ذیل میں بیان ہوئے۔

[۴] .... وخلفھم فی الناس فی الجر (حـ)صلا

نوٹ:- یاد رہے کہ یہاں خلفھم سے مراد خلف مرتب ہے یعنی بصری کے پہلے راوی دوری بصری کے لئے امالہ اور دوسرے راوی سوسی کے لئے فتحہ ہے لہٰذا خلفھم سے اصطلاحی خلف مراد نہیں ہے۔

[۵] واضجاع ذی رائین (حـ)ج (ر)واته کالابرار والتقلیل (جـ)ادل (فـ)یصلا

مختصات دوری علی کا بیان

جان تو اے عزیز!

اذانهم ، اذاننا ، طغيانهم ، هداى ، مثواى ، محياى ، رؤياك ، بارئكم ، البارى ، سارعوا ، يسارعون ، نسارع اور الجار دو جگہ اور جبارين دو جگہ اور الجوار سورۂ رحمٰن وکورت اور شوریٰ میں اور من انصارى الى الله دو جگہ اور مشكوة ان تمام کلمات کے الفات میں صرف دوری علی سے امالۂ کبریٰ مروی ہے[1]۔

افعال عشرہ کے الفات متوسطہ کے امالہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

افعال عشرہ جاء، شاء، زاد، خاف، خاب، حاق، ضاق، طاب، زاغ، ران کے الفات متوسطہ میں سوائے زاغت کے امام حمزہ امالہ کبری کرتے ہیں[2] اور ابن ذکوان صرف جاء، شاء میں بلا خلف اور سورۂ بقرہ کے زاد اول یعنی فزادهم الله مرضاً کے علاوہ ہر جگہ امالہ بالخلف کرتے ہیں[3]۔

---

[1] واضجاع انصارى (تـ)ميم وسارعوا نسارع والبارى ،بارئكم تلا
وآذانهم طغيانهم ويسارعو نَ أذاننا عنه الجوارى تمثلا
ورؤياك مع مثواى عنه لحفصهم ومحياى مشكوة هُدَاىَ قدانجلا
وجبارين والجارى (تـ)ـمموا ....

[2] وكيف الثلاثى غير زاغت بماضى أمل خاب خافوا طاب ضاقت (فـ)ـتجملا
وحاق وزاغوا جاء شاء وزاد (فـ)ـزْ ....
.... وقل صحبة بل ران واصحب معدلا

[3] .... وجاء ابن ذكوان وفى شاء ميلا
فزادهم اولى وفى الغير خلفه ....

نوٹ:- ازاغ میں رباعی کلمہ ہونے کی وجہ سے امالہ نہ ہوگا۔

مختصات ابن ذکوان کا بیان

جان تو اے عزیز!

حمارك، الحمار، والمحراب ،واکراههن ،والاکرام وعمران کے الفات میں ابن ذکوان نے بالخلف اور محراب مجرور میں بلا خلف امالہ کیا ہے[1]۔

کلمہ رئ ء کے امالہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

الف رأی کے بعد جب حرف متحرک واقع ہو اسم ظاہر ہو یا ضمیر جیسے را کوکباً، را ایدیهم، واذا راك، واذا راها وغیرہ تو ابن ذکوان شعبہ اور حمزہ کسائی کے لئے را اور ہمزہ دونوں میں امالہ ہوگا[2]، ابوعمرو بصری کے لئے صرف ہمزہ میں امالہ ہوگا[3] لیکن اگر الف رأی کے بعد حرفِ ساکن واقع ہو تو شعبہ اور حمزہ کے لئے وصلاً راء میں امالہ ہوگا[4] اور وقفاً مثل قاعدہ مذکورہ کے مذکورین امالہ کریں گے[5]۔

---

[1] حمارك والمحراب اکراههن وال　　حمار وفی الاکرام عمران مثلا
وکل بخلف لابن ذکوان غیرما　　یجر من المحراب فاعلم لتعملا

[2] وحرفی رأی کلا أمِلْ (م)ـزن صحبة　　(سورۃ الانعام)

[3] ....　　وفی همزه (حـ)ـسن

[4] وقبل السکون الرا أمِل (فـ)ـی (صـ)ـفا

[5] وقبل سکون قف بما فی اصولهم

ہاءتانیث کے امالہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

ہائے تانیث کے ماقبل اگر مفتوح ہو تو امام کسائی بحالت وقف ہائے تانیث کے ماقبل کے فتحہ میں امالۂ کبری کرتے ہیں[۱]، لیکن اگر ہائے تانیث سے پہلے الف ہو تو امالہ نہ ہوگا۔

یاءاضافت کا بیان

جان تو اے عزیز!

یاءاضافت سے مراد یاءِ متکلم ہے، جو اسم، فعل اور حرف کے ساتھ کاف وہاءِ ضمیر کے مانند ملحق ہوتی ہے، جیسے نفسی، فطرنی، اننی دیگر ضمائر کی طرح ہمیشہ زائد ہوتی ہے، اس میں قراء رحمہ اللہ تعالی کا اختلاف فتح وسکون کا ہوتا ہے۔

اب جان لے کہ جس میں یاءاضافت کے بعد ہمزہ مفتوح واقع ہو، تو سما اس یاءاضافت کو مفتوح پڑھتے ہیں، جیسے اِنِّیْ أَخْلُقُ[۲] لیکن نافع اور ابوعمرو بصری فاذکرونی اذکرکم، ادعونی استجب لکم، ذرونی اقتل ان تین کلمات میں ساکن پڑھتے ہیں[۳]۔

---

۱ وفی هاء تانیث الوقوف وقبلها ممال الکسائی .... وبعضهم سوی الف عند الکسائی میلا

۲ فتسعون مع همزة بفتح وتسعها (سـ).ما فتحها

۳ ذرونی وادعونی اذکرونی فتحها (د) واءِ......................

فائدہ:- اس کے مفہوم مخالف سے نافع اور ابوعمرو بصری کے لئے سکون نکلتا ہے۔

یاءاتِ زوائد کا بیان

جان تو اے عزیز!

یاءاتِ زوائد ان کو کہتے ہیں جو مصاحف عثمانیہ میں مرسوم نہیں ہے، اور ان میں صرف وصلاً وقفاً حذف واثبات کا اختلاف ہوتا ہے، اب جان لے کہ نافع بصری حمزہ کسائی وصلاً یاء زائد کرتے ہیں[۱] اور ابن کثیر مکی بلا خلف اور ہشام بالخلف وصلاً ووقفاً یا زائد کرتے ہیں[۲]۔

وقف علی مرسوم الخط کا بیان

جان تو اے عزیز!

نافع ابوعمرو بصری اور ائمہ کوفیین سے منصوص ہے، کہ وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے[۳]، دوسرے قراء سے منصوص نہیں ہے، لیکن اہلِ اداء نے ان کے لئے بھی اتباع رسم کو مستحسن قرار دیا ہے، لیکن جو تاءِ تانیث مصاحف میں مرسوم بالتاء ہوں، جیسے نعمت، رحمت، سنت، امرأت، معصیت وغیرہ، ان پر ابن کثیر مکی، ابوعمرو بصری، اور کسائی کے لئے وقف بالہاء ہے[۴]۔

---

[۱] وفی الوصل (حـ)ـماد (شـ)ـكور (ا)مامه   لیکن سورۂ نمل کے اتمدوننی میں حمزہ کے لئے وصلاً وقفاً دونوں حالت میں اثبات ہے۔

[۲] وتثبت فی الحالین (دُ)رًّا(لَـ)ـوا مِعا   بخلف ....

[۳] وكوفيهم والمازنى ونافع   عنوا باتباع الخط فى الوقف الابتلا

[۴] اذا كتبت بالتاء هاء مؤنث   فبالهاء قف (حق)ـا (ر)ـضاومعوّلا

اور افرئیتم اللات، ومرضات، وذات بهجة، ولات حين مناص، هیهات ان کلماتِ خمسہ میں صرف کسائی کے لئے وقف بالھاء ہے[1] لیکن بزی هیهات میں بلا خلف وقف بالھاء کرتے ہیں[2] اور ما استفہامیہ مجرور بحرف جر کے بعد وقفاً بالخلف ہائے سکتہ زیادہ کرتے ہیں، جیسے لِمَهْ، بِمَهْ، فِيمَهْ، مِمَّهْ، عَمَّهْ[3].

تربیع کا بیان

جان تو اے عزیز!

ذوات الیاء اور مد بدل اگر کسی آیت میں جمع ہو جائیں تو جمع الجمع میں فتح مع القصر والطّول اور تقلیل مع التوسط والطّول چار وجوہ پڑھنا چاہیے۔

اور اگر مدلین کے ساتھ مد بدل ایک کلمہ میں واقع ہو، مثلاً سواتھما یا دو کلموں میں تو اس وقت بھی تربیع ہوگی، لیکن ایک کلمہ میں ہو تو قصر مع التثلیث اور توسط مع التوسط چار وجہیں مقروء ہوں گی، اور اگر مد بدل اور مد لین متصل دو کلموں میں واقع ہوں، مثلاً اٰتیتموھن شیئاً تو تثلیث مع التوسط اور طول مع الطّول ہوگا۔

ا وفی اللات مع مرضات مع ذات بهجة ولات (ر)ضا هيهات (هـ)اديه (ر)فلا

۲ .... هيهات (هـ)اديه (رفلا)

۳ وفيمه ومِمّه قف وعمه لمه بمه بخلف عن البزی وادفع مجهلا

اختلاف قراءات وروایات، کو جمع کر کے پڑھنے کا بیان

جان تو اے عزیز!

قرآن مجید کے الفاظ بھی مقصود بالذات ہیں، ان کے انوار و برکات کا مشاہدہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہے، وحی متلو کے مختلف طرقِ ادا متواترہ، جو زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے منطوق اور سُنَّتِ مُتَّبَعَہ ہیں، امت کے ان بزرگوں نے جو خدمت قرآن مجید کے شرف سے مشرف ہوئے، تمام طرق ادا متواترہ کے ادا کرنے کا پورا اہتمام فرمایا، اور اس عظیم سنت پر عمل کر کے اس کے انوار سے مستفیض ہوئے۔

مشائخ قراءؒ کے مابین قرأت روایات مختلفہ متواترہ کے ادا کے لئے طریق جمع الجمع مروج ہے، اس کے تین طریقے ہیں، اول جمع وقفی، دوم جمع عطفی، سوم جمع حرفی۔

ترتیب رجال اور طریق جمع الجمع کا بیان

جان تو اے عزیز!

اداءِ قرأت میں سیدنا امام نافعؒ کی قرأت اور اداءِ روایات میں سیدنا قالونؒ کی روایت مابین المشائخؒ مقدم کرنا معمول ہے، سکون مد میں سکون مقدم ہے، مد قصر میں قصر مقدم ہے، سکتہ تحقیق میں تحقیق مقدم ہے۔

اگر مبدأ سے موقف تک ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ پڑھا جائے، تو جمع وقفی ہے، اور اگر مبدأ سے موقف تک سیدنا قالونؒ کی روایت پڑھی جائے، اس میں جو قراء ورواۃ سیدنا قالونؒ کے موافق ہوں گے، شریک سمجھے جائیں گے، اور جو قراء مختلف ہوں گے، ان کے لئے بذریعہ عطف ادا کریں گے، جو اختلاف موقف سے قریب

ہوگا، اس کو پہلے ادا کیا جائیگا، بشرطیکہ اوپر اس قاری کا اختلاف نہ ہو، تاکہ عطف صحیح ہو سکے، اس کے بعد اوپر والا اختلاف اسی شرط کے ساتھ ادا کیا جائیگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی آیت میں کئی اختلاف ہوں، تو ترتیب اقرب واجب ہے، اور اگر کلمہ میں اختلاف ہو، تو ترتیب رجال واجب ہے اس ترتیب کو اقرب فالاقرب اور جمع عطفی کہتے ہیں۔

اور اگر مبدأ سے موقف تک اس طرح پڑھے کہ درمیان میں جس کلمہ میں جس قدر اختلافات ہوں، ترتیب رجال کے ساتھ اسی جگہ پر ادا کرلئے جائیں، تو اس کو جمع حرفی کہتے ہیں، جمع حرفی میں ایک لفظ سے بھی وجہ پوری کرلی جائے، اگرچہ مضاف ہو یا عامل ہو، جہاں پر وقف اضطراری جائز، وہاں جمع حرفی بھی جائز ہے۔

جمع حرفی میں اصل اعادہ بالوصل ہے، لیکن اگر اعادہ بالوصل سے وجہ پیدا ہو، تو اعادہ بالوقف سے اختلاف ادا کرنا چاہئے، اسی طرح اگر اختلاف دو کلمہ سے متعلق ہو، مثلاً مد منفصل سکتہ وغیرہ، تو دوسرے کلمہ کو ملا کر اعادہ بالوصل سے اختلاف ادا کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

هٰذَا آخِرُ مَايَسَّرَاللّٰهُ تَعَالٰى جَمْعَهٗ فى هذهِ الرِّسَالِةِ، والْحَمدُللّٰه على اِتْمَامِها، ونسئلُ اللّٰه تعالٰى أَنْ يَنْفَعَ بِها، وَاَنْ يَّجْعَلَها خالصاً لِوَجْهِ الْكَرِيْمِ، وسبباً لِلْفَوزِ بِجنَّات النَّعِيْم، والمسئولُ مَنِ اطَّلَعَ عليها مِنْ سادتِيْ، اِذَا رَءٰ فيها عيباً اَنْ يُّصلِحَهٗ بِرِفْقٍ وَلِيْنٍ، فَاِنَّ مَنْ اَلَّفَ فَقَدِ اسْتَهْدَفَ والانسانُ مَحَلُّ الْخَطَاِ وَالنِّسْيانِ خصوصًا فى هذا الزمانِ الَّذِىْ كَثُرَتْ فيه الشواغلُ والهمومُ، وعَظُمَتْ فيه الشدائدُ والغمومُ۔

فَنَسْأَلُ اللّٰهَ تعالٰى اَنْ يُّنَجِّيَنَا مِنْ عذاب جهنَّم، فَنَحْمَدُ اللّٰهَ على

الآئِهٖ، ونُصَلِّي ونُسَلِّمُ على اَنْبِيَائِهٖ خصوصًا على سيدِنا وسيِّدِ المرسلينَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ومحبوبِ رَبِّ الْعَالمينَ، صلوةً وسلاماً دائِمَيْنِ متلازِمَيْنِ الى يوم الدين، كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وكلما غَفَلَ عنْ ذِكْرِهِ الْغَافلونَ، وعلى اٰله واصحابِهٖ، وَمَنْ وَّالَاهُمْ مِنْ اَعِزَّةِ اَحْبَابِهٖ يا رب العالمين.

اَلَّفَـــــــهٗ

اَنِيْس اَحْمَد خَان عفا اللّٰه عنه

بِمنهٖ وكرمهٖ، الفيض آبادى

٩ / ٨ / ١٣٩٨ھ

١٦ / ٨ / ١٩٧٨ء

تم بحمد الله

قراءت اکیڈمی کی اہم مطبوعات

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	نمبر شمار	نام کتاب	زبان
۱	النشر فی القرأت	عربی	۲۶	فوائد مکیہ مع معرفۃ الرسوم	اردو
۲	الوافی فی شرح شاطبیہ	عربی	۲۷	الایضاح	عربی
۳	غیث النفع	عربی	۲۸	المقدمۃ الجزریہ	عربی
۴	البدور الزاہرہ	عربی	۲۹	خلاصۃ البیان	عربی
۵	شرح السمنودی	عربی	۳۰	اصول الدرۃ المضیہ	عربی
۶	المنح الفکریہ	عربی	۳۱	الفوائد المتممہ	اردو
۷	عنایات الرحمانی ۳ جلد	اردو	۳۲	جامع الوقوف مع معرفۃ الوقوف	اردو
۸	اتحاف الفضلاء البشر	عربی	۳۳	الفوائد المحسبیہ	اردو
۹	متن شاطبیہ	عربی	۳۴	الفوائد التجویدیہ	اردو
۱۰	منجد المقرئین	عربی	۳۵	مفید التجوید	اردو
۱۱	نہایۃ القول المفید	عربی	۳۶	الاقتصاد فی الضاد	اردو
۱۲	شرح سبعہ (۲ جلد)	اردو	۳۷	عذار القرآن	اردو
۱۳	الجواہر النقیہ	اردو	۳۸	فیض انیس	اردو
۱۴	تفہیم التجوید	اردو	۳۹	ضیاء القرآت	اردو
۱۵	معلم الاداء فی الوقف والابتداء	اردو	۴۰	تنویر المرآت	اردو
۱۶	احیاء المعانی	اردو	۴۱	معلم التجوید	اردو
۱۷	اسہل الموارد	اردو	۴۲	توضیحات مرضیہ	اردو
۱۸	الجواہر الضیائیہ	اردو	۴۳	معرفۃ التجوید	اردو
۱۹	امانیہ فی شرح شاطبیہ	اردو	۴۴	تعلیم التجوید (بالسوال والجواب)	اردو
۲۰	تفہیم الوقوف	اردو	۴۵	فیوض رحمانی	اردو
۲۱	شرح الجزری	اردو	۴۶	تنویر شرح تیسیر مع [illegible]	اردو
۲۲	اتحاف الانام	اردو	۴۷	کشف النظر ۳ جلد	اردو
۲۳	کمال الفرقان	اردو	۴۸	سراج القاری المبتدی	عربی
۲۴	فوائد مکیہ مع حاشیہ لمعات شمسیہ	اردو	۴۹	القرۃ المرضیہ	اردو
۲۵	کتاب التیسیر فی القرءات السبع	عربی	۵۰	معلم التجوید للمعلم المستفید	اردو

قرأت اکیڈمی

Qirat Academy

At. & Po. Tadkeshwar-394170
Distt. Surat, Gujarat, (M) 9825364632